عید الفطر پر حضرت امیر المومنین کا پیغام

"میں اس عید کی تقریب پر جماعت کے تمام دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

آج سے تبلیغ کی طرف وہ پہلے سے بہت زیادہ متوجہ ہو جائیں۔

اور جہاں جہاں ہماری جماعتیں قایم ہیں۔ وہ سب تبلیغ احمدیت میں منہمک ہو جائیں۔ تا اگلے پچیس سالوں میں اس نیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو جو حضرت موسیٰ کی قوم کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو حاصل تھی۔ اور مسیح ناصری کی قوم کے مقابلہ میں مسیح محمدی کی جماعت کو حاصل ہے۔

ہم ساری دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لانے میں کامیاب ہو جائیں۔

اور دنیا میں ایک ہی دین ہو۔ اور ایک ہی پیشوا۔ اور آدم اوّل کی طرح آدم ثانی پھر ایک دفعہ تمام دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کرے۔ تاکہ خدا کی بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی قایم ہو۔ اور جس طرح فرشتے اس کی تقدیس کرتے ہیں۔ اسی طرح تمام بندے اس کی تقدیس کرنے لگ جائیں۔"

یہ وہ پیغام ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس سال عید الفطر کی تقریب پر جماعت احمدیہ کے تمام افراد۔ مردوں۔ عورتوں۔ بوڑھوں۔ جوانوں بچوں اور جماعتوں کے نام دیا ہے۔

اس پیغام کو جس قدر غور سے دیکھا جائے۔ اسی قدر ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا میں قایم کرنے کے لئے کس قدر بے قرار ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی بھی انسان ایسا نہ رہے۔ جو آسمانی آب حیات کو پی کر ابدی زندگی کو نہ پالے۔ دنیا ہر قسم کی میل کچیل۔ خبث و مکر۔ اور گناہوں کی آلائشوں سے پاک ہو جائے۔ اور دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آئے۔

یہ پاکیزہ الفاظ جہاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سیرت طیبہ کا کھلا کھلا جلوہ ہمیں دکھاتے ہیں۔ وہاں ہم کو ہمارے فرائض سے بھی آگاہ فرماتے ہیں۔ ایک جنگ ہے جو روحانی اور شیطانی لشکروں میں لڑی جا رہی ہے۔ اس کے لئے آیندہ پچیس سال میں ہم کو اپنے تمام ذرائع اور تمام قوتیں۔ اپنا مال و زر۔ اپنی اولاد۔ الغرض ہر چیز لگا دینی چاہیئے۔ تاکہ خدا کا بول بالا ہو۔ اور!

اس کی بادشاہت قایم ہو۔ اور اس کی تقدیس زمین اور آسمان میں یکساں ہو۔ آمین

الحکم کے خریدار نوٹ کر لیں

۱۔ کچھ عرصہ تک الحکم دو دو نمبروں کے مجموعہ کی شکل میں شائع ہوگا۔ (۲) خریدار صاحبان کی خدمت میں بقایا قیمت کے وی پی ہونگے۔ کیونکہ اس کے بغیر اخبار جاری نہیں رہ سکتا (۳) اگر آپ اخبار کو اپنے نام جاری نہیں رکھنا چاہتے۔ تو بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ تاکہ اسے آپ کے نام بند کر دیا جائے۔ (مینیجر)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)

الحکم کا التوا اور پھر اس کا ظہور

اور

خریداران سے عرضداشت

اس سال الحکم متواتر چھ سال کی اشاعت کے بعد چند ماہ کے لیے یک بیک اشاعت پذیر ہونے سے رک گیا۔ اس کی کئی ایک وجوہات تھیں جن میں سے سب سے اہم وجوہات دو تھیں۔

پہلی وجہ یہ تھی کہ الحکم کئی سال سے مالی خسارہ اٹھا رہا تھا۔ مگر ہم اسے باوجود خسارہ کے چلاتے رہے۔ یہ بوجھ اس قدر تھا۔ کہ ہم کو یقین تھا۔ کہ اس کا اثر کسی وقت یک بیک پڑے گا۔ چنانچہ اس بوجھ کی آخری کڑی الحکم کا جوبلی نمبر تھا۔ جو بلاکس وغیرہ کا خرچ ڈال کر ایک ہزار روپے سے بھی زائد رقم خرچ کروا کر شائع ہوا۔ الحکم جوبلی نمبر پر روپیہ خرچ کرنے میں ہم نے اپنے تمام ممکن ذرائع صرف کر دیئے۔ اور جس طرح بھی رقم میسر آئی۔ وہ حاصل کر کے لگا دی۔ الحکم جوبلی نمبر کے بوجھ نے گزشتہ ساری کمی کو پورا کر دیا۔ اور مالی تنگی اس قدر بڑھ گئی۔ کہ پھر اخبار کا جاری رہنا محال ہو گیا۔ خیال تھا۔ کہ الحکم جوبلی نمبر کی آمد کوئی صورت پیدا کر دیگی۔ مگر اس کا خرچ بھی پورا نہ ہو سکا۔ اور اب تک بعض قرضے باقی رہ گئے۔

دوسری چیز جو الحکم کے لئے مہلک ثابت ہوئی۔ وہ ان بقایا داروں کے بقائے تھے۔ جو کسی بھی اپیل پر ادا کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور جنہوں نے اس فرض کو جو اخبار کا ذمہ ہے ادا نہ کرنا ہی مناسب خیال کر رکھا ہے۔

ہمارے سلسلہ کے سب اخبارات کے لئے ایسے خریداروں کا وجود مہلک ثابت ہو رہا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے احباب کی نظر عنایت سے بچنے کا کوئی حل ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ ہماری جماعت مذہبی اور دینی جماعت ہے۔ اس لئے ہر اس شخص پر جو سلسلہ میں منسلک ہو کر ہمارے پاس آتا ہے ہم کو اس پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ اخبار کو وصول کرنے کے بعد ایسے احباب نہایت بے رحمی سے وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ اور پرواہ تک نہیں کرتے۔ کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ ہمارے پاس ان سے وصولی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ وی پی کر دیں۔ اور وی پی انکاری لکھ کر واپس کر دینا بہت آسان ہے۔ میں نے تو ایک دفعہ ایک عزیز کو وصولی کے لئے سارے ہندوستان میں بھیجا۔ مگر جن لوگوں نے رقم نہیں دینی تھی۔ انہوں نے اس امر کا بھی لحاظ نہ کیا۔ کہ انہی رقم خرچ کر کے آیا ہے۔ انہوں نے ٹال ہی دیا۔

ہماری جماعت کا دینی وقار بہت بلند ہے اور ہمارے اخبارات کا آئے دن یہ رونا روتے رہنا اس وقار پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے میں نہایت ادب سے ہر اس بھائی سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اخبارات سلسلہ کو اپنے برے طرز عمل سے موت کے منہ میں گرنے سے بچا لیں۔ اگر وہ اخبار کی خریداری کی طاقت نہیں رکھتے تو وہ اسے نہ خریدیں۔ مگر سالہا سال خریدار رہکر اور اس کی قیمت نہ ادا کر کے اخبارات کے لئے مالی مشکلات کا سامان پیدا نہ کریں۔ اس سے اگرچہ خریداری کی فہرست طویل نظر نہ آئیگی مگر مالی تنگی کا یہ امکان بھی پیدا نہ ہوگا۔ الحکم ان دو نو قسم کی مشکلات کا شکار رہا۔ اور یک بیک اس کی اشاعت رک گئی۔

قبلہ والد صاحب کے لئے سب سے زیادہ صدمہ رساں چیز الحکم کا التوا ہے۔ میں نے بار بار اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ انہوں نے ہمیشہ مجھے اس امر کی ہدایت کی ہے۔ کہ الحکم کو ہر قیمت پر زندہ رکھو۔ وہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی یادگار کے طور پر زندہ رکھنے کے ہمیشہ متمنی رہے اور ہیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے بذات خود بہت بڑی مالی قربانی کی۔ اس لئے الحکم پر جب بھی ایام ابتلاء آئے اور الحکم معرض التوا میں آ گیا۔ وہ اس کوشش میں لگے رہے۔ کہ الحکم پھر جاری ہو۔ اسی لئے لمبے لمبے وقفوں کے بعد بھی الحکم معرض ظہور میں آ جاتا رہا۔

آپ کو الحکم کی تاریخ میں جہاں کئی کئی سال کا وقفہ نظر آئے گا۔ وہاں اس کے بعد پھر الحکم کا ظہور نظر آئے گا۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ ایک دل ہے۔ جو ہمیشہ بے قرار رہتا ہے۔ کہ الحکم بند نہ ہو۔ اور یہ اسی کی بے قراری کی جھلک ہے جو بار بار اس کے التوا کے بعد منصۂ شہود پر آتی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ یہ تڑپ کبھی نہ کبھی کارگر ہو گی اور الحکم دائمی طور پر زندہ ہو کر رہے گا۔

اس وقت میں پھر الحکم کی اشاعت کا ارادہ لے کر کھڑا ہو رہا ہوں۔ خدا سے دعا ہے۔ کہ وہ مجھے اپنے ارادہ میں کامیاب فرمائے۔ مالی مشکلات بدستور اور شدید ہیں۔ اور اس جنگ کی وجہ سے سامان طباعت کی گرانی مزید براں اس لئے سردست میں نے یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ ہر پندرہ دن کے بعد ایک پرچہ شائع کرتا رہوں۔ جو دو نمبروں کا مجموعہ ہوا کرے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ جاری رہے۔

میں مندرجہ بالا حالات بیان کر کے اپنے احباب سے یہ چاہتا ہوں۔ کہ جن احباب کو الحکم کی خریداری منظور نہ ہو وہ مہربانی کر کے ایک کارڈ کے ذریعہ مجھے اطلاع دے دیں۔ کہ آئندہ میں ان کو پرچہ ارسال نہ کروں۔ اور اس طرح مفت کی زیرباری سے بچ جاؤں۔

جو احباب سردست پندرہ روزہ الحکم لینا منظور کر لیں۔ ان کی خدمت میں اس قدر گذارش ہے۔ کہ اگر انہوں نے سال رواں کی قیمت ادا نہیں کی۔ تو وہ ادا کر دیں۔ اور اگر بقایا کسی دوست کے ذمہ ہے۔ تو وہ اسے ادا کر کے مجھے شکریہ کا موقع دیں۔

جن احباب کی طرف سے پرچہ بند کرنے کی اطلاع موصول نہ ہو گی۔ میں ان کو خریدار متصور کر کے وصولی قیمت کیلئے کوشش کرونگا

اس واضح اعلان کے بعد کسی دوست کو یہ شکوہ کرنے کا حق نہ ہوگا۔ کہ ہمارے علم کے بغیر پرچہ بھیج دیا گیا ہے۔ سردست گذشتہ مارچ تک جس قدر خریدار تھے ان سب کے نام پرچہ بھیج دیا جائے گا۔

بقایادار حضرات اگر خریداری چھوڑ بھی دیں۔ تو اس سے بقایا معاف نہیں ہو گا۔ اس کا مطالبہ ان سے جاری رہے گا۔ اور ان کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ وہ اسے ادا کریں ؛

(محمود احمد عرفانی)

سالانہ جلسہ کی آمد

وہ دن اب بہت قریب ہیں جبکہ قادیان اپنی برکات کو لیکر آنے والوں کا استقبال کرے گا۔ ان ایام میں ہم کو بہت سے روحانی، قومی، اجتماعی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ ان برکات اور فوائد سے مستفید ہونے کے لئے آج سے ہی تیار ہو جائیں۔

میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض اوقات شدید سے شدید معاندین قادیان میں آئے اور انہوں نے جب قادیان کو چل پھر کر دیکھا تو ان کے اندر سے تعصب کا پردہ چاک ہو گیا۔ اور وہ بے اختیار کہہ اٹھے۔ کہ ہم نے یہاں وہ کچھ دیکھا جو ہم کو کسی دوسری جگہ نظر نہیں آیا۔

جب ایک معاند اور مخالف بھی یہاں آکر روشنی محسوس کرتا ہے۔ تو وہ انسان جو قلب صافی لیکر یہاں آتا ہے۔ وہ کیسی برکات یہاں سے حاصل کر سکتا ہے۔ ایک چھوٹی سی بستی جو ہر قسم کے سامان سے خالی تھی۔ اسے خدا تعالیٰ نے ایک انسان کے قدموں کی برکت سے اس قدر بڑھایا۔ کہ وہ آج ملکوں، قوموں اور شہروں کا مقصود اور مرکز بنی ہوئی ہے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر سردی۔ گرمی برسات ہر قسم کے موسموں میں چلے آ رہے ہیں۔ اور اس امر کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ اس تبدیلی موسم کا ان پر کیا اثر پڑتا ہے۔ دو سال ہوئے جبکہ ایک احمدی دوست احمد آفندی حلمی مصر سے آئے۔ وہ گرمی کے موسم میں یہاں پہنچے۔ گرمی سے ان کے تمام جسم پر گرمی دانے نکل آئے۔ اور وہ سارا سارا دن پنکھے کے نیچے پڑے رہتے تھے۔ مگر ان کو یہ خوشی تھی۔ کہ انہوں نے قادیان کی مقدس بستی کو دیکھ لیا۔ جہاں خدا کا ایک نبی اور رسول آیا۔

پس

اس مقام کو دیکھنے کے لئے جہاں اس مادی زمانے میں جبکہ دہریت اور الحاد کے بگولے اور طوفان اٹھ رہے تھے۔ اور لوگ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر ہو رہے تھے۔ اس پر کتابیں تصنیف ہوتی تھیں۔ اور لیکچر دیئے جاتے تھے خدا نے ایک راستباز سے کلام کیا۔ اور اسے کہا۔ کہ انت منی وانا منک اور اسے کہا یاتیک من کل فج عمیق۔ اور اس طرح اپنے وجود کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔ وہ لوگ جو کہتے تھے خدا نہیں۔ ان کے لئے یہ وحی الٰہی ابدی موت کا باعث ہوئی۔

اسی طرح جو پہلے انبیاء اور مرسلین کے منکر تھے۔ ان کے لئے بھی اس زمانے کے نبی کی آواز ایک حجت قاطع ثابت ہوئی۔ کیونکہ خدا نے جیسے آج برپا کیا ویسے ہی پہلے بھی انبیاء بھیجے۔ پھر جو لوگ آنے والے مسیح مہدی کی آمد کے منکر ہو رہے تھے۔ ان کیلئے بھی یہ وجود ایک دلیل ساطع بنکر چمکا۔

آپ کے وجود سے علمی۔ روحانی۔ ارضی۔ سماوی ہر قسم کے معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ اور اس طرح منکر معجزات کیلئے ایک حجت قائم ہوئی۔ الغرض ہر قسم کی باطل عقائد اور باطل پرستی کی سرکوبی ہوئی۔ اور روشنی اور نور نے ظلمت کی جگہ لے کر دنیا کو منور کر دیا۔ یہ سب کچھ قادیان میں آنے والے کو نظر آتا ہے۔ ایک دنیا ہے جو عام دنیا سے نرالی ہے۔ ان کے افکار۔ اعمال۔ مساعی سب دین کے لئے ہیں۔ ایک وحدت ہے۔ ایک نظام ہے۔ وہ سب ایک حبل اللہ میں منسلک ہیں۔ اور ایک امام کی اطاعت میں سرشار ہیں۔ اور یہ وہ چیز ہے۔ جو سوائے قادیان کے آج کسی جگہ نظر نہیں آتی۔ مبارک ہیں جو اس میں شامل ہو کر برکات ارضی وسماوی سے مالا مال ہوتے ہیں ؛

سیرت المہدی کا ایک ورق

(حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

۵

آپ کو خصوصیت سے غربار کے ساتھ محبت تھی۔ آپ کی خدمت کا موقع بھی غربا ہی کو ملتا تھا۔ مثلاً حافظ معین الدین صاحب۔ حضرت حامد علی صاحب یا خانصاحب اکبر خاں جیسے لوگوں کو جو موقعہ خدمت کا ملا ہے۔ وہ بڑے بڑے دولتمندوں اور امراء کو نہیں ملا۔ بے شک انہوں نے اپنے اموال سے خدمت کی۔ مگر وہ خدمت اور اس کا سرور اور ثواب بیش قیمت ہے۔ جو ان پھٹے پرانے کپڑے والوں کو ملتا تھا۔ آپ نے بارہا فرمایا۔ کہ دین کا بڑا حصہ دین کے غربار نے لیا ہوا ہے۔ دیکھا جاتا ہے۔ کہ فسق و فجور اور ظلم وغیرہ اکثر علماء کے حصہ میں آتا ہے۔ صلاحیت۔ اور عجز و نیاز غربار کے حصہ میں ہے۔ اس لئے غربار کو بدقسمت نہ خیال کرنا چاہیئے۔

امراء کو حقوق العباد میں خاص خدمات کا حصہ نہیں مل سکتا۔ کیونکہ غریب کو کسی خدمت سے عار نہیں۔ اور انکار نہیں۔ وہ پاؤں دبا سکتا ہے۔ پانی لا سکتا ہے۔ کپڑے دھو سکتا ہے۔ اور بھی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ نجاست پھینکنے کا موقعہ ہو تو بجا لا سکتے ہے۔ امراء کو ایسے کاموں سے عار ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ حدیث بالکل سچی ہے۔ کہ مساکین پانچسو برس اوّل جنت میں جائینگے ایک مخلص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ۔

"اس کے پھٹے ہوئے کپڑے تھے۔ شکل سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ شائد کچھ سوال کرے۔ مگر اس نے نہایت محبت و اخلاص سے روپوں کی بھری ہوئی ایک پاسنی میرے پیش کر دی"

غرض آپ بار بار یہ کارکنوں کو لنگر خانہ کے ملازموں کو ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ کہ محض کپڑوں کو دیکھکر کسی سے نفرت نہ کرو۔ یہی لوگ ہیں۔ جو میری جماعت میں سب سے زیادہ ہیں۔ اور سلسلہ کے کاموں میں سب سے بڑی امداد ان کی ہی ہے۔

روزہ

فرمایا:۔ میری تو یہ حالت ہے۔ کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں۔ تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحمت کے نزول کے دن ہیں (۳ر جنوری ۱۹۰۱ء)

کلام میں بناوٹ اور تکلف پسند نہ تھا بلکہ اللہ ہی کیلئے بولتے تھے

اس زمانہ میں بھی اور ہر زمانہ میں ہر ملک اور قوم کے خطیب اور لیکچرار اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ سوائے انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخلصین متبعین کے کہ لوگ ان کی تقریر کی تعریف کریں گے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان باتوں کو پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ جو کچھ کہتے خدا میں ہو کر اور خدا ہی کے لئے کہتے تھے۔ اور اس کا آپ نے بارہا اظہار بھی فرمایا۔ چنانچہ ۲۸ر دسمبر ۱۸۹۹ء کو سالانہ جلسہ کی تقریب پر جب آپ کھڑے ہوئے۔ تو فرمایا:۔

"سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے بھی یہی چاہتا ہوں۔ کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے۔ اس کو ہی نہ پسند کیا جاوے۔ اور ساری غرض و غایت اسی پر ہی آکر نہ ٹھہر جائے۔ کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ . . . .

میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں۔ اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا بھی یہی اقتضار ہے۔ کہ . . . .

جو کام ہو۔ اللہ ہی کے لئے ہو جو بات ہو۔ خدا کے واسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضار اور اس کے احکام کی تعمیل میرا مقصد نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف میں تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں۔ اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں۔ جس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی کھینچکر باہر لے آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے"

(۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء)

اپنی تعریف کبھی پسند نہ تھی

حضرت مسیح موعود خوشامد اور مبالغہ آمیز تعریف کو کبھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ ہاں آپ کے الہامات میں اللہ تعالےٰ نے جو آپ کی شان بیان کی ہے۔ اس کے بیان سے کبھی نہ رکتے تھے۔ خود اپنی ذات سے اپنی نسبت جو کچھ لکھا۔ اس میں حد درجہ کی انکساری کا اظہار ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں سے عار

ایک مرتبہ کسی نے عرض کیا (۳۰ر مئی ۱۹۰۲ء) کہ لوگ جناب کے اس فقرہ پر کہ میں مسیح اور حسین سے بڑھکر ہوں بہت جھلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

"دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو خواہ نخواہ بلا کسی قسم کے استحقاق کے اپنے تئیں محامد۔ مناقب اور صفات محمودہ سے موصوف کرنا چاہتے ہیں۔ گویا وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی کبریائی کی چادر آپ اوڑھ لیں۔ ایسے لوگ لعنتی ہوتے ہیں۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو طبعاً ہر قسم کی مدائح و ثنا اور منقبت سے نفرت اور کراہت کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے اختیار پر چھوڑ دیئے جائیں۔ تو دل سے پسند کرتے ہیں۔ کہ گوشۂ گمنامی میں زندگی گذار دیں مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور باریک حکمتوں کی بنار پر ان کی تعریف اور تحمید کرتا ہے اور درحقیقت ہونا بھی اسی طرح چاہیئے۔ کیونکہ جن لوگوں کو وہ مامور کر کے بھیجتا ہے۔ ان کی ماموریت سے اس کا منشار یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی حمد و ثنا اور جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ سو اگر ان ماموروں کی نسبت وہ کہے۔ کہ فلاں مامور جسے میں نے مبعوث کیا ہے دیا نتھا۔ نالائق۔ کمینہ۔ سفلہ اور ہر قسم کے فضائل سے عاری اور بیگانہ ہے۔ تو کیا خدا تعالیٰ کی اس کے ذریعہ کوئی عظمت قائم ہو سکے گی! حقیقت میں خدا کا ان کی تحمید اور مدارج فضائل بیان کرنا اپنے ہی جلال اور عظمت کی تحمید کے لئے ہوتا ہے وہ اپنے نفس سے خالی ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مدح و ذم سے بے پرواہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ سالہا سال اس سے پہلے جبکہ نہ کوئی مقابلہ تھا نہ گرد و پیش میں کوئی مجمع تھا۔ نہ یہ مجلس اور اس کی کوئی تمہید تھی۔ اور نہ دنیا میں کوئی شہرت تھی۔ خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ فرمایا۔ کہ

یحمدک اللّٰہ من عرشہ

وغیرہ وغیرہ"

فرمایا:۔ "میں اپنے قلب کو دیکھکر یقین کرتا ہوں۔ کہ کل انبیاء علیہ السلام طبعاً ہر قسم کی تعریف اور مدح و ثنا سے کراہت کرتے تھے۔ مگر جو کچھ خدا تعالیٰ نے اُن کے حق میں بیان فرمایا ہے۔ اپنے مصالح کی بنا پر فرمایا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ الفاظ میرے نہیں۔ خدا تعالےٰ کے الفاظ ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی عزت و جلال اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت اور جلال خاک میں ملا دیا گیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت حسین کے حق میں ایسا غلو اور افترار کیا گیا ہے کہ اس سے خدا کا عرش کانپتا ہے"

فرمایا:۔ "میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ میرے دل میں اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے۔ کہ تمام محامد اور مناقب اور تمام صفات جمیلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کریں۔ میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ میری نسبت جس قدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتیں اللہ تعالےٰ

شاہنامہ احمدیت کا ایک شہ پارہ

بہت سے دوستوں نے وقتاً فوقتاً شاہنامہ احمدیت لکھنے کی سعی کی۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے وہ اس بحرِ ذخار کو عبور نہ کر سکے مجھے یہ معلوم کر کے از حد مسرت ہوئی۔ کہ ہمارے سلسلہ کے ایک نوجوان جناب محمد صدیق صاحب ثاقب ساکن زیرہ ضلع فیروز پور نے نہایت شستہ زبان میں اور اعلیٰ اور لطیف بندشوں کے ساتھ شاہنامہ احمدیت کو ایک بڑی حد تک مکمل کر دیا ہے۔ میں نے اس شاہنامہ کو دیکھا اور میرے سوا اور بھی بہت سے احباب نے اسے دیکھا اور سنا ہے۔ ثاقب صاحب نے ہر بزرگ و خورد سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ قارئین الحکم کے لئے آج کی اشاعت میں ہم اس لطیف تصنیف کا ایک شہ پارہ پیش کرنے کا موقعہ پاتے ہیں (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ کی محبت رسولِ مقبولؐ سے

هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

دور کھیتوں کے کنارے جھک رہا ہے آفتاب ۔۔۔ اوڑھتا جاتا ہے چرخِ نیلگوں رنگیں نقاب

سُرخ سنجابیں لگاتی ہے شفق کہسار پر ۔۔۔ تھرتھراتی پر رہی ہے دھوپ سبزہ زار پر

جھک رہی ہیں ٹہنیاں شرما رہے ہیں سبزہ زار ۔۔۔ گنگناتا پیچ کھاتا بہ رہا ہے آبشار

بیخودی سی ہے قلم پرست اور مدہوش ہیں ۔۔۔ کچھ عجب دلکش سماں ہے بے پئے بیہوش ہوں

آ رہے ہیں ذہن میں مضمون نرالے پے بہ پے ۔۔۔ آج شعریت کا دریا خوب طغیانی پہ ہے

شام کی تاریکیاں چاروں طرف چھا لیکو ہیں ۔۔۔ کھیتوں سے اب تھکے دہقان لوٹ آنیکو ہیں

ستیاں پھیلا رہی ہیں دُور اُفق کی سُرخیاں ۔۔۔ دن کے دھندوں سے فراغت پاگئے پیر و جواں

سارے دن کی ہاؤ ہو لوٹی ہے اب سمتِ سکوں ۔۔۔ میرے دل میں آج بیتابی سی ہے قدرے فزوں

زائچہ دیکھا تو رازِ بے خودی افشا ہُوا ۔۔۔ آج ہے پیشِ نظر مضمون اور عنوان نیا

اپنے آقا سے غلاموں کی مودّت کا بیان

خامۂ ثاقب میں لکھنے کی صلاحیت کہاں

ایسا آقا، جسکی عظمت اور بزرگی لازوال ۔۔۔ ایسا آقا، جسکی حکمت اور لیاقت بے مثال

ایسا آقا، جس کے قدموں پر ملائک سر جھکائیں ۔۔۔ ایسا آقا، دیکھکر جس کو خدا کے راز پائیں

ایسا آقا، جس کے آگے انبیاء کے سر جھکے ۔۔۔ صوفیاء اولیاء و اغنیاء کے سر جھکے

ایسا آقا، جو شہی کے تخت پر بھی تھا گدا ۔۔۔ ایسا آقا، جو گدا ہوتے ہُوئے تھا بادشا

ایسا آقا، لطف میں یکتا کرم میں بے نظیر ۔۔۔ جو میں فاقہ گذاروں کا غریبوں کا نصیر

ایسا آقا، جس کو آقا کہہ کے دلکو لطف آئے ۔۔۔ جسکی پیشانی کی ضو سے مہر بھی آنکھیں چھپائے

ایسا آقا، جو نبی ہوتے ہوئے میدان میں جائے ۔۔۔ زخم کھائے جسم اطہر پر لہو میں بھی نہائے

ایسا آقا، جس کی توریت مقدس میں خبر ۔۔۔ ہاں وہی آقا کہ جو فاران پر آیا نظر

ہادیِ برحق، محمد مصطفےٰ! ماہ مبیں ۔۔۔ شافع کون و مکاں و رحمۃ اللعالمین

جو اکیلا اٹھا شرک و بت پرستی کے خلاف ۔۔۔ منحرف ہوتا ہے جس سے خود خدا سے انحراف

قیصر و کسریٰ کی جابر سلطنت جس نے مٹائی ۔۔۔ اور حکومت دل سے مصنوعی خداؤں کی اُٹھائی

ہو گئے کافور جس کے دم سے سب فسق و فجور ۔۔۔ آگیا آمد سے جس کی بت پرستی میں فتور

ہاں وہ غمخوارِ یتامیٰ اور مساکیں کا معین ۔۔۔ جسکی عظمت کا ہیں عین الیقین، حق الیقین

اور اس سے ایسے خادم کی مودّت کا بیان

جسکے دل میں عشق کا تھا ایک بحرِ بیکراں

جس کا دل کیا تھا محمد کی محبت کا مقام ۔۔۔ تھا زباں پر جس کی رہتا شعر یہ ہر صبح و شام

"بیکسے شد دینِ احمد، ہیچ خویش و یار نیست

ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست"

جو اسی دُھن میں ہمیشہ بیخود و سرشار تھا ۔۔۔ دین پر قربان ہونے کے لئے طیار تھا

جس کو دیکھا تو ملائک نے کہا اللہ سے ۔۔۔ "یہ وہی ہے جسکی الفت ہے رسول اللہ سے"

ہاں وہی کہ خواب میں ہوتا تھا سب را جہاں ۔۔۔ نام ہوتا تھا نبیِّ پاک کا وردِ زبان،

جس سے گر پوچھی کسی نے مصطفےٰ کی آب و تاب ۔۔۔ تو بڑی ہی تمکنت سے وہ یہ دیتا تھا جواب

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم

آنچناں از خود جدا کز میاں افتاد میم

در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رَود

ایں تمنا، ایں دعا، ایں در دلم، عزمِ صمیم

میں کیونکر احمدی ہُوا

حالاتِ بیعت جناب حاجی غلام احمد خانصاحب

امیر جماعت احمدیہ کریام ضلع جالندھر

جناب حاجی غلام احمد خاں صاحب . . . . ہمارے سلسلہ کے خاص بزرگوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو نورِ ایمان سے منور فرمایا ہوا ہے۔ اور سلسلہ کے لئے ہر قسم کی مالی۔ جانی قربانی میں پیش پیش رہتے ہیں

. . . .

اور سلسلہ کی اغراض کی تکمیل کے لئے آپ شبانہ روز معروف رہتے ہیں نیز اس غرض کے لئے آپ ضلع جالندھر اور ہوشیارپور میں لمبے لمبے دورے کرتے رہتے ہیں۔ باوجود بڑھاپے کے میلوں پیدل چلنے سے نہیں گھبراتے۔

ارتداد ملکانہ کے زمانہ میں آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اور اسی طرح تکیریاں ضلع ہوشیارپور کے مشن میں ایک لمبا عرصہ کام فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خوشنودی کے سارٹیفکیٹ بھی حاصل کئے۔

حاجی صاحب نے یہ حالات میری متعدد مرتبہ کی درخواست پر تحریر فرمائے۔ جس کیلئے میں ان کا مشکور ہوں۔

آپ گذشتہ ایام میں بیمار ہو گئے تھے۔ احباب نے بکثرت آپ کے لئے دعائیں کیں۔ بیماری سے اٹھنے پر باوجود نقاہت مجلس مشاورت میں تشریف لے آئے۔ احباب ایسے بزرگ کی درازی عمر کے دعا فرماتے رہیں۔

(محمود احمد عرفانی)

بیعت

میری عمر اس وقت چونسٹھ پینسٹھ سال کی ہے۔ میرے والد کا نام گامن خاں ذات راجپوت سکنہ کریام ہے۔ میں نے فروری ۱۹۰۳ء میں بیعت کی بیعت سے پہلے جب میں پرائمری کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس وقت سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور گاہے گاہے تہجد راتوں میں ادا کیا کرتا تھا۔ جس میں کثرت سے آدمی جمع ہوتے تھے۔ ان دنوں مجھے ایک فقیر نے نماز پڑھتا دیکھ کر خصوصاً نماز تہجد پڑھتا دیکھکر جو میں گاہے گاہے پڑھا کرتا تھا ایک درود شریف پڑھنے کے لئے بتایا۔ وہ درود شریف یہ ہے اللھم صل علےٰ سیدنا محمد و آلہ عدد معلوم لک۔ بعدد کل معلوم لک ؂

آنحضرت صلعم کی زیارت

اس درود شریف کو کثرت سے پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات مجھے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ یعنی سنہری لباس میں جو چمکتا تھا حضور کو دیکھا۔ اور خانہ کعبہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس وقت بے شمار مخلوق جمع تھی۔ جیسا کہ حج کے ایام۔ میں نے اس خواب کا ذکر اس فقیر کے پاس کیا۔ جس نے مجھے درود شریف بتایا تھا۔ اس نے کہا۔ اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا فیض جاتا رہے گا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ مجھے تو زیارت نہیں ہوئی۔ میں نے دیر تک اس خواب کا ذکر کسی فرد سے نہ کیا۔ پھر پرائمری پاس کر کے ورنیکلر سکول میں داخل ہوا۔ اس وقت میں وظیفہ حاصل کر چکا تھا ورنیکلر تعلیم کے ایام میں نماز کبھی پڑھ لیتا تھا۔ کبھی چھوٹ جاتی۔ مگر میری محبت صحبت نیک دیندار لڑکوں سے ہوتی۔ اور جو کوئی ہندو یا سکھ کوئی مذہبی بات کرتا۔ میں اس پر اسلام کی خوبی بیان کر کے اسے قائل کر دیتا۔ اور اپنے اس خواب کو خیال سمجھنے لگا۔ کہ اند صاحب خواب دیکھتا ہے تو مٹھونے کے خواب آتے ہیں۔ ایک دن میں مدرسے سے گھر آ رہا تھا۔ اور تاریخ ہند پڑھ رہا تھا۔ اس میں پڑھا کہ اکبر بادشاہ نے حضرت سلیم شاہ کے پاس پا پیادہ جا کر دعا کرائی اور جب شہزادہ جہانگیر پیدا ہوا۔ تو اس کا نام شہزادہ سلیم اسی بزرگ کے نام پر رکھا۔ اس بات کا میرے دل پہ بہت اثر ہوا۔ کہ اہل اللہ کے پاس بادشاہ بھی اپنی حاجات لے جاتے ہیں۔ مگر اہل اللہ اپنی حاجات بادشاہ کے پاس نہیں لے جاتے۔ میرے والد صاحب ایک رشتہ دار کے مقدمہ میں امداد کے لئے ہوشیارپور جانے والے تھے۔ میرے والد صاحب بہت فیاض تھے۔ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کا خیال رہتا۔ اکثر غرباء جن کو پیسہ یا روپیہ کی ضرورت ہوتی۔ تو والد صاحب اپنے پاس سے یا قرض لے کر بھی ان کو دید یتے۔ جناب والد صاحب کی وفات کے بعد اس قسم کا بہت سا قرضہ میں نے ادا کیا۔ میں نے ہوشیارپور جانے وقت حکایت العاقلین نامی ایک کتاب خرید لانے کے لئے رقعہ لکھکر دیا۔ چونکہ آپ پڑھے لکھے نہ تھے۔ کتب فروش نے بجائے حکایت العاقلین کے حکایت الصالحین و منتخب الصالحین دو کتابیں ان کو دیدیں۔ ان کتابوں کے پڑھنے سے جو نیک اور پرہیزگاروں لوگوں کے حالات تھے۔ مجھے بہت فائدہ ہُوا۔ فارسی مڈل پاس کر کے میں نے مزید تعلیم حاصل کرنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ میرے والد صاحب امتحان سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ مجھے اپنے والد صاحب کی وفات پر بھی سبق ملا۔ میرا ایک بھائی عبدالرحمٰن خاں نامی تھا۔ جو ابھی بچہ تھا۔ اور والد صاحب اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ جب والد صاحب کی بیماری بہت بڑھ گئی۔ اور موت کا وقت قریب آگیا۔ تو مستورات نے بچہ کو آپ کے پاس بٹھانا چاہا۔ مگر والد صاحب نے اُن کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ مجھے یہ سبق ملا کہ جب جان پر بن جاتی ہے۔ تو اولاد بھی پیاری نہیں لگتی۔

میں نے اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد حافظ کرم بخش صاحب سے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ میں ان کے پاس روزانہ قرآن کریم پڑھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ وہ قرآن کا ترجمہ نہ جانتے تھے۔ میں اُن کو ترجمہ پڑھکر سنایا کرتا۔ تو وہ بہت خوش ہوتے۔ ان دنوں قرآن کریم کے علاوہ ایک کتاب سیرۃ الفاروق بھی میرے زیر مطالعہ تھی۔ جس کے پڑھنے سے مجھے بہت فائدہ ہُوا۔ اس زمانہ میں ہی نماز روزہ کا سخت پابند تھا۔ ہاں اکثر بیمار رہا کرتا تھا۔ اور جو مولوی ہمارے گاؤں میں آتے۔ ان کے وعظ ونصیحت کے سننے کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا انتظام کرتا۔ اور ان علماؤں کی خدمت اور مدارات کرتا۔

تحریکِ احمدیت

ایک روز کریم بخش صاحب سکنہ موضع حسین چک جو ہمارے گاؤں سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہ ہمارا کاشتکار تھا۔ ایک کتاب ازالہ اوہام لے کر آیا۔ اس نے کہا۔ میں نے لدھیانہ سے ماسٹر قادر بخش صاحب والد مولوی عبدالرحیم صاحب درد۔ ایم۔ اے مبلغ لنڈن سے لایا ہوں۔ اس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ میں نے کہا۔ میں پڑھوں گا۔ چونکہ میں قرآن کریم پڑھا ہُوا تھا۔ جب میں نے ازالہ اوہام کو پڑھا۔ تو اس کی صداقت نے مجھے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ ان دنوں تین آدمی ہم اکٹھا رہا کرتے تھے۔ خاکسار راقم۔ چوہدری نجابت علی خاں کرسی نشین حکیم کوڑے خاں صاحب برادر حبیب خاں۔ وہ دونو صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ ہر وقت ہمارے مکان پر یہی تذکرہ رہتا۔ کریم بخش مذکور کو اور کتابیں لانے کے لئے کہا گیا۔ چونکہ قادر بخش صاحب ان کے دُور سے رشتہ میں تھے۔ اس لئے وہ ست بچن۔ نور القرآن ہر دو حصہ اور چند اشتہارات لائے۔ جن کو پڑھکر ہم بہت خوش ہوئے۔ ہمارے پاس جو مولوی صاحبان آتے۔ ان کے پاس ذکر کرنا شروع کر دیا ان دنوں ہماری مخالفت نہ تھی۔ بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت تعریف کرتے۔ انہوں نے توحید قائم کر دی ہے۔ بعض یوں تعریف کرتے۔ کہ انہوں نے آریوں اور عیسائیوں کو خوب لاجواب کر دیا ہے۔ بعض نے مخالفوں کی کتابیں بھی ہمیں پڑھنے کو دیں۔ چنانچہ تحفہ قادریہ جو مولوی عبدالعزیز لدھیانوی نے لکھی تھی اور ایک کتاب قاضی سلیمان پٹیالوی کی تصنیف جو ازالہ اوہام کے جواب میں لکھی گئی ہمیں پڑھنے کو دیں۔ ان کتابوں کو پڑھکر ہم خاموش سے ہو گئے۔ پھر ہم نے نماز پڑھ کر دعائیں کرنا شروع کر دیں۔۔

اس وقت میری عمر بائیس اور چوبیس سال کے درمیان ہوگی ؛

استخارہ

اور استخارہ کرنا شروع کیا۔ کہ اللہ اگر یہ بندہ تیری طرف سے ہے۔ اور واقعی مسیح موعود اور مہدی ہے۔ تو مجھ پر ظاہر کر۔ چنانچہ ایک دن جب کہ بوقت دوپہر سویا ہُوا تھا۔ خواب میں میں نے آسمان پر موٹے اور سنہری خوشخط حروف میں مسیح موعود لکھا ہُوا دیکھا۔ میں نے پھر بھی دعائیں جاری رکھیں۔ اور ایک رات خواب میں ایک مجمع دیکھا گیا۔ کہ بہت سے لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں۔ سب کے لباس سفید براق ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا فرشتے ہیں۔ ایک شخص باہر سے آیا۔ اس نے کہا۔ یہ زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ دوسرے نے پوچھا۔ کیا دلیل ہے۔ اس نے کہا۔ کہ صدی پر مجدد ہوتا ہے۔ اس صدی میں سوائے حضرت صاحب کے کسی نے مجدد کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہی دلیل ہے۔ پوچھنے والے نے تصدیق کی۔ کہ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہُوا تو مجھے اس سچائی میں کوئی شبہ نہ رہا۔ مگر میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے بیعت نہ کی۔ مگر چوہدری نجابت علی کرسی نشین نے بیعت کرلی۔ اور ایک اور عورت نے بھی بیعت کرلی۔ ہم اور لوگوں میں بھی ذکر کرتے رہتے۔ جو دیندار باہر سے آتا اس کے پاس بھی ذکر کرتے۔ ان دنوں پلیگ ڈیوٹی پر ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن جو غیر مبائع ہو کر فوت ہو چکے ہیں ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے ان کو دیندار دیکھکر دینی گفتگو شروع کی۔ اثنائے گفتگو میں حضرت مرزا صاحب کا بھی ذکر آگیا۔ انہوں نے فرمایا۔ میں آپ کا مرید ہوں۔ تو میں بہت خوش ہوا۔ اور نجابت علی خاں صاحب کو اس کی اطلاع کی۔ ڈاکٹر صاحب ہمارے پاس آتے جاتے رہے۔ اور انہوں نے ایک کتاب آئینہ کمالات اسلام ڈاکٹر اسمٰعیل خاں گڑیانی جو ان دنوں گڑھشنکر میں متعین تھے سے لیکر ہمیں بھیجی۔ اس سے ہمیں بہت فائدہ پہنچا۔ ان دنوں جو شخص عمدگی سے نماز پڑھتا۔ اور انگریزی خواں بابو داڑھی رکھتا۔ اس کو احمدی یقین کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک ڈپٹی صاحب ایک گاؤں میں گئے۔ ایک تعلیم یافتہ سفید پوش انگریزی خواں جس نے داڑھی رکھی ہُوئی تھی کو ڈپٹی صاحب نے کہا۔ کہ کیا تو مرزائی ہے اس نے کہا نہیں۔ سفید پوش نے پوچھا۔ جناب نے کس علامت سے معلوم کیا۔ ڈپٹی صاحب نے کہا۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ سے صرف مرزائی عموماً داڑھی رکھتے ہیں۔

سفرِ قادیان

آخیر جنوری یا شروع فروری ۱۹۰۳ء میں خاکسار راقم اور بشارت خاں پوسٹ ماسٹر پنشنر قادیان دارالامان کی طرف روانہ ہُوئے۔ جب بٹالہ سے یکہ پر سوار ہوئے۔ تو تیسرا آدمی قادیان تشریف کا تھا۔ جو ہندو تھا اور معمر تھا۔ اس سے میں نے حالات حضرت اقدس دریافت کرنے شروع کئے۔ اس آدمی نے کہا کہ مرزا صاحب بہت نیک آدمی تھے۔ بہت عابد تھے۔ مگر چند سالوں سے کچھ جھوٹ ان کی طرف لگ گیا ہے۔ یکہ ہمارا مہمانخانہ موجودہ کے دروازہ پر ٹھہرا۔ اسباب اُتارا گیا۔ پہلا آدمی جو ہمیں ملا۔ وہ ظفر اللہ دین تھا۔ انہوں نے اسباب اپنی حفاظت میں رکھکر فرمایا۔ جماعت تیار ہے ہم مسجد اقصےٰ کو چلے گئے۔ عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ درس قرآن کریم شروع ہونے والا تھا۔ عصر کی نماز ادا کی۔ اور درس میں شامل ہو گئے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب، رضی اللہ عنہ جو بعد میں خلیفہ اوّل ہُوئے۔ اینٹوں کی طرف جو مینارہ کے لئے جمع تھیں بیٹھ کر کے بیٹھ گئے صحن مسجد اقصےٰ کے اردگرد احمدی احباب قرآن کریم ہاتھوں میں لئے بیٹھے تھے مولوی صاحب کے سر پر سیاہ لنگی بندھی اور سیاہ رنگ کا چغہ زیب تن تھا۔ گبرون کا پاجامہ پہنے ہُوئے تھے۔ قرآن کریم سے پارہ دوم کے ثلث کے قریب کے حصہ جس میں طلاق کا ذکر ہے۔ آپ نے خاص پیرایہ میں ایک رکوع تلاوت فرمایا جو سننے والوں پر ایک خاص اور عجیب اثر پیدا کر رہا تھا۔ پھر معارف قرآن اور تفسیر بیان کرنی شروع کی۔ ہم وعظ تو سنا کرتے تھے۔ مگر یہاں اور ہی سماں تھا۔ ہمارا دل تو کھینچا گیا۔ میں نے قریب ہی بیٹھے ہُوئے ایک شخص سے پوچھا۔ کہ یہی شخص مسیح موعود ہیں۔ اس نے کہا۔ یہ تو مولوی نورالدین صاحب ہیں۔ اس پر میں اور بھی خوش ہوا۔ کہ جس دربار کے مولوی ایسے باکمال ہیں۔ وہ خود کیسے بے نظیر ہوں گے میں نے دریافت کیا کہ آپ یعنی حضرت مسیح موعود کہاں ملیں گے۔ انہوں نے کہا۔ کہ حضور نماز مغرب کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائیں گے تو زیارت ہوگی۔ مغرب کے وقت ایک چوبارہ پر جو چھوٹی سی مسجد تھی۔ اس میں گئے۔ نماز مغرب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحب بیٹھ گئے۔ آپ سے مصافحہ کیا۔ آپ کی شکل متبرک تھی۔ گفتگو ہونے لگی۔ مفتی محمد صادق صاحب مبلغ انگلستان و امریکہ اخبار سنانے لگے۔ غرض دیر تک مسجد میں تشریف فرما رہے۔ میرے ساتھی بابو بشارت علی خاں صاحب نے کہا۔ آؤ بیعت کرلیں۔ میں نے کہا۔ کہ پھر کریں گے۔ صبح کے وقت آپ سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ میل دو میل چلے جاتے۔ ان دنوں بسراواں کی طرف جاتے تھے۔

اس وقت کا قادیان

شہزادہ عبداللطیف صاحب کابلی بھی ان دنوں وہاں تشریف فرما تھے۔ وہ بھی سیر کو ہمراہ تشریف لے جاتے۔ راہ میں کوئی ذکر شروع ہو جاتا۔ حضرت اس طرح اس کو بیان فرماتے کہ سننے والا گویا شربت پی رہا ہے۔ ان دنوں یہ روحانی نعمتیں میسر تھیں۔ حضرت اقدس کا سیر میں اسرار حق بیان فرمانا۔ مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کا درس قرآن۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کا امامت میں تلاوت قرآن۔ احمد نور کابلی کا خوش الحانی سے بلند آواز اذان دینا۔ مجھے حقہ پینے کی عادت تھی۔ میں نے مہمان خانہ احمدیہ یا بازار میں کسی جگہ بھی حقہ نہ دیکھا۔ اس سے متاثر ہو کر میں نے تو اسی روز سے حقہ کو خیرباد کہدیا۔ کہ جب یہ پاک لوگ اس کو استعمال نہیں کرتے۔ ہمیں بھی نہ کرنا چاہیئے۔ مہمان خانہ میں شہزادہ عبداللطیف صاحب کابلی۔ اور احمد نور صاحب کابلی کے علاوہ دیگر افغانستان کے احباب بھی فروکش تھے۔ رات کے وقت جب بھی ہماری آنکھ کھُلتی۔ تو اُن لوگوں کو تہجد پڑھتے دیکھا گیا۔ فجر کی نماز کے بعد تمام طلباء اپنی اپنی چارپائیوں پر مشغول تلاوت قرآن کریم دیکھے گئے۔ اور ادائیگی نماز کیلئے تمام طلباء ایک ترتیب سے باقطار مسجد اقصےٰ میں جاتے اور استاد صاحبان ہمراہ ہوتے۔ اُن دنوں ایک دوکاندار شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم رضی اللہ عنہ جو نیر فروشی کا کام کرتے تھے۔ ان کی دوکان پر بعض دفعہ لوگ خود ہی حسب ضرورت دودھ پی لیتے۔ اور خود ہی قیمت رکھ جاتے۔ جماعت احمدیہ کی دینی و اخلاقی حالت نہایت اعلیٰ دیکھی گئی۔ ایک دفعہ میں مسلسل ایک ماہ قادیان رہا۔ جب میں اپنے گاؤں کریام میں آیا۔ ایک شخص کو گالی نکالتے سنا۔ میں نے کہا پورے ایک ماہ کے بعد یہ آواز ناشائستہ میرے کانوں پڑی ہے ؛

حضور کے ہاتھ پر بیعت

اس طرح چار یا پانچ یوم گذر گئے۔ تو مغرب سے بعد حسب معمول حضرت صاحب تشریف رکھتے تھے ہم دونوں نے بیعت کے لئے عرض کیا۔ ہماری عرضداشت قبول ہوئی۔ حضور نے ہمارے ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں دیکر کلمہ شہادت پڑھا کر اور اقرار کرایا۔ کہ سچے دل سے کہو۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔

بیعت کے بعد تقریر

اس کے بعد حضور نے تقریر فرمائی۔ کہ شرک سے خدا بہت بیزار ہے۔ جس طرح خاوند کی عورت دوسرے کے پاس چلی جاوے۔ اس سے بڑھکر غیرت ہے۔ کہ خدا کا بندہ اپنے معبود کو چھوڑ کر دوسرے کی پرستش کرے۔ اور عبادت کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ جس طرح بھوکے کیلئے دو چار روٹیاں اور پیاسے کے لئے ایک دو گلاس پینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر بھوکا ایک دانہ اور پیاسا ایک قطرہ پانی کا پی لے۔ تو اس سے بھوک اور پیاس دور نہ ہوگی۔ جب تک پوری خوراک کی مقدار حاصل نہ ہو۔ اس طرح زبانی کلمہ پڑھنے سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک پوری عبادت نہ کی جاوے۔ آپ کی تقریر کیا تھی۔ آبِ حیات تھی۔ کہ مردہ دلوں کو زندہ کرتی تھی۔ دوران تقریر میں آپ نے فرمایا۔ کہ کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ خاکسار نے عرض کیا۔ کہ حضور بعض آدمی نہ آپ کی بیعت میں شامل ہیں۔ اور نہ آپ کو بُرا سمجھتے ہیں۔ ان کی نسبت کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا وہ بیعت میں شامل نہیں ہیں۔ اس لئے اُن کے پیچھے بھی نہ پڑھنا چاہیئے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ اس بات کا غم نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد جماعت قائم کر دے گا۔ یہ بات کیا تھی۔ ایک پیشگوئی تھی۔ جو خدا کے حکم سے کی گئی۔ مجھے یہ بات ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ اور اس کی یاد دل کو ایمان سے بھر دیتی ہے۔ کہ سات ماہ میں جماعت احمدیہ سینکڑوں کی تعداد تک پہنچ گئی۔ پھر ہر سال حضرت کی زندگی میں دو دو تین تین چار چار حضور کی زیارت کا شرف حاصل کرتے۔ کرم دین بھیں والے کے مقدمہ گورداسپور میں خاکسار حضور کے ساتھ گیا تھا۔ حضور یکہ پر سوار ہو کر بٹالہ تشریف لے گئے پھر بٹالہ سے ریل کے ذریعہ گورداسپور۔ ان دنوں قادیان میں حضور کو الہام ہُوا۔ یوم الا تمتین و فتح الحسنین۔ پہلی دفعہ جب بیعت کے لئے آئے جیسا اوپر ذکر ہوا۔ میرا ساتھی چوہدری بشارت علی خاں ایک ہفتہ قیام دارالامان کے بعد واپس ملازمت پر چلا گیا۔ اور خاکسار دو ہفتہ سے زیادہ حضور کے کلمات طیّبات اور مولوی صاحب کے درس قرآن کریم اور حضور کے ساتھ جا کر نمازیں پڑھکر کریام کو واپس ہُوا ؛

کریام میں طاعون

اس وقت کریام میں طاعون کا بہت زور تھا۔ گویا موتا موتی لگ رہی تھی۔ رات کے وقت میں کریام پہنچا۔ لوگ مسجد میں سنکر انتظار کرنے لگے۔ مگر میں نے اپنے مکان میں نماز پڑھی۔ وہ بڑے حیران ہُوئے۔ اور شدہ شدہ یہ خبر تمام گاؤں میں پھیل گئی۔ کریام کی مردم شماری دو ہزار کے قریب ہے۔ مالک راجپوت ہیں اور لوگ موروثی۔ ادھر طاعون کا زور ادھر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت غرض جدھر دیکھو احمدیت کا چرچا۔ جس گھر سنو احمدیت کا ذکر ؛

بیعت کے بعد لوگوں میں تبدیلی

بعض طاعون زدہ لوگوں کو بیعت کرائی گئی۔ اور وہ تندرست ہو گئے۔ غیر احمدیوں میں سے بعض نے بذریعہ خواب بیعت کی۔ طاعون کا حملہ بہت سخت تھا۔ جو بیعت کرتا نماز کی پابندی کرتا۔ منہیات وغیرہ سے پرہیز کرتا۔ بعض لوگ حیران ہو کر دریافت کرتے۔ کہ یہ بُرے کام چھوڑ بیٹھے ہیں۔ زمینداروں کی کھیتیاں محفوظ ہو گئیں۔ ایک برہمن ٹھاکر داس نامی کریام کا رہنے والا معمر

اور با سمجھ تھا۔ مجھے کہنے لگا۔ کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس شرط پر کہ اپنے مذہب پر رہوں۔ چونکہ بعض مسلمان گدی نشین اس قسم کی بیعت لے لیتے تھے۔ کہ مرید اپنے مذہب پر رہے۔ صرف شیرینی اور چڑھاوا دیتا رہے میں نے کہا۔ جب تک اسلام میں داخل نہ ہو۔ بیعت کوئی قبول نہیں۔ بیعت کر کے اپنا باطل مذہب چھوڑنا پڑیگا۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔

انہی دنوں کا ذکر ہے۔ کہ ایک احمدی اور ایک غیر احمدی نمبردار ایک گاؤں کو جا رہا تھا۔ موسم بہار تھا۔ چنے کے کھیت پکے تھے۔ احمدی نے رستہ میں چنوں کی ایک ٹہنی توڑ کر منہ میں چبا ڈالا۔ پھر معاً اس نے خیال آنے پر تھوک دیا۔ اور توبہ توبہ پکارنے لگا۔ کہ پرایا مال منہ میں کیوں ڈال لیا۔ اس کے اس فعل سے نمبردار مذکور پر بہت اثر ہوا۔ وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ وہ احمدی اس سے پہلے ایک مشہور مقدمہ باز۔ جھوٹی گواہیاں دینے والا اور رشوت خوار تھا۔ بیعت کے بعد ہی اس کے اندر اس قدر جلدی تبدیلی دیکھکر کہ وہ پابند نماز۔ قرآن کی تلاوت کرنے والا۔ جھوٹ سے مجتنب رہنے والا بن گیا ہے۔ نمبردار مذکور نے بیعت کر لی۔ اور اس کے خاندان کے لوگ بھی احمدی ہو گئے۔ کچھ لوگ حضرت اقدس کو جالندھر میں جن دنوں حضور زین العابدین کے مکان پر ٹھیرے تھے۔ اور سید عباس علی لدھیانوی بھی ساتھ تھے۔ زیارت پر آئے تھے۔ جو ایک مقدمہ کے دوران میں جالندھر گئے ہوئے تھے۔ کہ ہم بھی گفتگو کریں گے۔ مگر جب حضور کو دیکھا۔ اور اس مجمع میں کلام کرتے سنا۔ تو وہ خاموشی سے سنتے رہے۔ اور میرے آنے پر بیعت کر لی۔ کچھ طاعون نے مدد کی۔ غرض سات ماہ کے اندر اندر سینکڑوں تک جماعت کی تعداد پہنچ گئی۔ اور پھر گاہے گاہے اور بھی شامل ہوتا رہا۔ اور پھر ان کی اولادوں کے ذریعہ بھی جماعت بڑھتی گئی۔ جس کی تعداد آج تین سو پچیس کے قریب ہے۔ کریام میں ہماری پتی حاجی والی کے نام سے مشہور ہے۔

ایک عبرت انگیز واقعہ

ایک شخص پہلے حاجی ہوتا تھا اس پتی میں رہنے والا ذیلدار اس کا بیٹا سب رجسٹرار اور پوتا رسائیدار تھا۔ جو مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ احمدی جماعت کے بائیکاٹ کا پراپگنڈا شروع کیا۔ ذیلدار مذکور گاؤں میں سب رجسٹرار تحصیل میں رسائیدار۔ گاؤں میں مخالفت اور بائیکاٹ کا پراپگنڈا کرنے لگے۔ اور لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ذیلدار مذکور حضرت اقدس کو جذامی کہا کرتا تھا۔ وہ خود جذامی ہو گیا۔ سب رجسٹرار تپ دق میں مبتلا ہو کر دہلی میں علاج کے لئے گیا۔ مگر لاعلاج ہو کر واپس آیا۔ راہ میں چل بسا۔ رسائیدار بھی تپ دق میں گرفتار ہو کر مر گیا۔ اور اس کا بھائی طاعون کا شکار ہوا۔ گویا کہ اس گھر کو عذاب نے کچل کر رکھ دیا۔ ذیلدار جذامی ہونے کی حالت میں دعا کیا کرتا۔ کہ اے اللہ مجھے موت دے۔ کیڑے پڑ کر مر گیا۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں مسجد مبارک کے مغربی حصہ جس میں مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ و حضرت اقدس نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ پھر وہ حصہ جس میں چھوٹی سی کوٹھڑی تھی۔ جو توڑ دی گئی عرض کیا۔ کہ ہمارے گاؤں کا ذیلدار حضور کو جذامی کہا کرتا تھا۔ وہ جذامی ہو کر مر گیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ مخالفین کے اندر جو جذام ہوتا ہے اللہ تعالے بعض کے جسموں پر بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ جب سب رجسٹرار وغیرہ مر گئے۔ تو اس کی بیوی نے بیعت کر لی انہوں نے یقین کر لیا۔ کہ ان کے خاندان پر تباہی محض مخالفت احمدیت کی وجہ سے آئی ہے۔ سب رجسٹرار حکام میں با اثر ہستی تھی۔ اس نے احمدیوں پر جھوٹے فوجداری و دیوانی مقدمات دائر کر دیئے۔ احمدیوں کی طرف سے بھی مقدمات دائر کر دیئے گئے۔ وہ مقدمات جو احمدیوں کے خلاف دائر کئے گئے۔ وہ خارج کر دیئے گئے۔ اور جو غیر احمدیوں پر ہوئے۔ ان کی ڈگریاں ہو گئیں۔ الغرض جماعت احمدیہ کریام نے بڑے بڑے نشان دیکھے۔ بہ سبب طوالت مضمون کے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آنحضرت کی دوسری مرتبہ زیارت

مجھے بیعت سے پہلے بچپن میں جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ پھر مجھے شوق ہوا۔ کہ بیعت کے بعد بھی زیارت ہو۔ میں اکثر اس غرض سے درود شریف پڑھا کرتا۔ مگر فروری ۱۹۱۰ء میں سماۃ مولی صاحبہ اہلیہ غلام نبی خاں سکنہ نورہ حال محلہ دار الفضل قادیان متصل مسجد جو اس وقت بیوہ ہو کر نعمت خاں سکنہ سڑوعہ کے نکاح میں آ چکی تھی۔ اور برادری نے اسے گاؤں سے نکال دیا تھا۔ وہ کریام میں آئی۔ اس کے پیچھے اس کا بھائی جو ایک پولیس مین تھا۔ اور تھانہ راہوں میں متعین تھا۔ آیا۔ وہ یکہ پر سوار تھی۔ یکہ ہمارے مکان کے سامنے ٹھیرا۔ چونکہ نعمت خاں سکنہ سڑوعہ احمدی تھا۔ اس واسطے وہ ہمارے ہاں مہمان ٹھیری۔ ہم نے اس کو پولیس مین سے چھوڑا کر اپنے ہاں جگہ دی۔ اور پولیس مین پر مقدمہ دائر کر دیا۔ اور نعمت خاں مذکور کی رہائش خورد و نوش کے لئے چندہ کیا۔ یہ پولیس مین سماۃ مولی کا بھائی سڑوعہ کا رہنے والا اور غیر احمدی راجپوت تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ اس عورت نے شرم دور کر دی ہے۔ میں اس کو جان سے مار دوں گا۔ ان دنوں جب ہم مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے۔ اور بیوہ کیلئے خورد و نوش اور رہائش کا انتظام کر رہے تھے۔ اور اس کی حفاظت کرنے تھے آنحضرت صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔

میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ بلند چولے کچے چبوترہ پر حضور کھڑے ہیں۔ حضور کا لباس۔ سر پر لنگی۔ جس کے چھوٹے چھوٹے خانے۔ اور تہ بند بھی لنگی۔ جس کے بڑے بڑے خانے اور کرتہ سفید دودھ کی طرح لٹھا کا تھا زیب تن تھا۔ آپ کے چہرہ کا رنگ سرخی سفیدی ملا جلا تھا۔ بال کوئی کوئی سفید۔ چہرہ خوبصورت دبلا نہ تھا۔ حضور سے پہلے حاجی رحمت اللہ صاحب راہوں نے مصافحہ کیا۔ بعد اس کے خاکسار راقم نے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد نبی بخش صاحب احمدی گڑھ شنکر نے مصافحہ کیا۔ نبی بخش صاحب سے حضور نے کچھ بات بھی کی مگر وہ یاد نہ رہی۔ اس کی مجھے تعبیر بتلائی گئی۔ کہ حاجی رحمت اللہ صاحب راہوں حج کر چکے ہیں۔ تم حج کرو گے۔ اور نبی بخش احمدی گڑھ شنکر بھی حج کریں گے۔ خاکسار راقم اور حاجی نبی بخش نے ۱۹۱۱ء میں حج کیا۔ خواب پورا ہو گیا۔ اس وقت یہ سمجھ آیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے درود شریف پڑھنا اور آپ کی سنت پر عمل کرنا یا جو سنت مٹ چکی ہو۔ جیسا کہ ہماری قوم میں نکاح بیوہ ہے کو جاری کرنا احیائے سنت ہے۔ اس سے زیارت ہوتی ہے۔ جن دنوں بیعت کر کے کریام آیا یعنی فروری ۱۹۰۳ء سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت شدت سے ہوئی۔ ان دنوں جو شخص ہماری باتیں سنتا وہ احمدیت کو اختیار کر لیتا۔ مگر وہ میری غلطی نکلی۔ پھر ایک وقت آیا۔ کہ مخالفت دور ہو گئی۔ ہمارے پاس لوگ آتے۔ مگر کوئی نہ مانتا۔ اس پر میری سمجھ میں آیا۔ کہ حضور کے فرمان کے مطابق جو بیعت کے وقت آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جلدی جماعت ہو جاویگی اللہ تعالے کے فضل سے ہی ہماری جماعت قائم ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جو کوئی آ کر کہتا۔ کہ حضور ہماری جماعت کی بڑی مخالفت ہو رہی ہے۔ آپ فرماتے زندہ جماعت ہے۔ اور یہ آیت بھی سمجھ میں آئی۔ عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم۔ (سورۃ بقرہ)

وصیت نمبر ۵۶۳۲

منکہ سردار خاں ولد چوہدری نواب دین صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمرہ ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن مانگا انجمن چانگڑیاں ڈاک خانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ہجرت ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۱۵/- ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میرے وارثوں کو روک ڈالنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ فقط۔ والسلام

گواہ شد:۔ چوہدری محمد عبد اللہ مہار۔ بی۔ اے

العبد:۔ چوہدری سردار خاں دفتر سپروائیزر ریلوے لیبر گورنمنٹ آف انڈیا نئی دہلی۔

گواہ شد:۔ محمد شریف چغتائی اسسٹنٹ سکرٹری مالی نئی دہلی

وصیت نمبر

میں غلام فاطمہ زوجہ محمد الدین احمدی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمرہ ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن بنگہ ڈاک خانہ بنگہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد بصورت مہر مبلغ [illegible] روپے اور بصورت نقد مبلغ [illegible] روپے کل مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اور اس کے علاوہ موجودہ وقت میں میری اور کوئی جائداد نہیں لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کرتی ہوں۔ نیز اقرار کرتی ہوں۔ کہ بوقت وفات اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہوگی۔

گواہ شد:۔ احقر فضل الدین احمدی عفی عنہ سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر نزیل قادیان دار الامان ۲۵/۱۲/۳۴

العبد:۔ نشان انگوٹھا غلام فاطمہ نزیل قادیان۔

گواہ شد:۔ خاکسار محمد الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ۔ خاوند موصیہ بقلم خود

ریویو
رسالہ تعلیم القرآن

حکیم عبد اللطیف صاحب گجراتی نے پہلے ایک رسالہ تعلیم الدین کے نام سے جاری کیا تھا۔ جس میں تعلیم قرآن۔ تعلیم حدیث۔ تعلیم دینیات فارسی اور دیگر مذہبی امور و مسائل کی تعلیم کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا حکیم صاحب کی محنت قابل داد اور شکر گذاری تھی۔ مگر افسوس کہ کافی حوصلہ افزائی نہ ہونے کی وجہ سے ان کا یہ رسالہ بند ہو گیا۔ اب انہوں نے پھر تعلیم القرآن کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا ہے۔ جو اسباق القرآن کی طرز پر ہے۔ تمام وہ لوگ جو قرآن کریم باترجمہ پڑھنا چاہتے ہوں اور ان کو استاد نہ میسر آتا ہو۔ ان کے لئے یہ رسالہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ نیز وہ لوگ جو قرآن کریم کی لغت جاننا چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حکیم صاحب کی محنت قابل تعریف ہے۔ ضرورت ہے کہ احباب انکی حوصلہ افزائی کریں۔ تا یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔ چندہ سالانہ تین روپے ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ تعلیم القرآن قادیان

حیات نور کا ایک ورق

حضرت والد صاحب قبلہ عرفانی کبیر کے مسودات میں سے کبھی کبھی ایسی چیزیں مل جاتی ہیں - جو غیر مطبوعہ ہوتی ہیں - اور وہ پڑھنے والوں کے لئے بہت ہی مفید اور سبق آموز ہوتی ہیں - چنانچہ آج کی اشاعت میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اوّل کی سیرت کے متعلق ایک ورق شائع کرنے کی توفیق پاتا ہوں - آئندہ بھی گاہ گاہ اس موضوع پر کچھ نہ کچھ شائع کرتا رہوں گا - (ایڈیٹر)

متفرق واقعات

ایک بُت پرست پر اتمام حجت

(۸ / فروری ۱۹۰۹ء) ایک عظیم الشان بت پرست کا ذکر ہے - (یہ کشمیر کا واقعہ ہے - عرفانی) کہ وہ اکتوبر کے آخری دنوں میں توشہ خانہ میں تنہا بیٹھا بڑے اہتمام کے ساتھ درزی سے کچھ کپڑے پشمینہ کے سلا رہا تھا - میں ان کو دیکھکر بہت حیران ہوا - کیونکہ وہ کپڑے کسی انسانی قد کے معلوم نہیں ہوتے تھے - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بیناجی کے ہیں - میں نے درزی سے کہا - کہ اس میں روئی بھی ڈال دینا سردی کا موسم ہے - (نور الدین اعظم کا مطلب اسکی فطرت کو بیدار کرنا تھا - یہ ابراہیمی رنگ کا حربہ تھا - کہ انہوں نے کبیرھم ھذا کہکر بت پرستوں پر اتمام حجت کی تھی - کہ یہ سب سے بڑا ہے - اس سے پوچھ لو - کس نے تبر چلایا ہے اسی طرح نور الدین اعظم کا منشا تھا - کہ شاید یہ بت پرست اس پر جواب دے گا - کہ روئی کی کیا ضرورت ہے یا کچھ اور تو بات چل پڑے گی - اور میں اسے ملزم کرسکوں گا - عرفانی) مگر وہ خاموش ہو گیا - سوا اس کے کچھ نہ کہا - کہ آپ مذہبی معاملات میں بھی ملتے نہیں ٭

(۲)

ایک بُت پرست نے آپ کو اولاد کے متعلق کہہ کر کیا جواب لیا

فرمایا - میرے تین لڑکے مر چکے تھے - ایک ہندو دوست نے مجھے کہا - کہ میرے باپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی - دو بچے میری ماں کو کھلائے گئے - تب میں اور میرا بھائی ہوئے - یہ تجربہ شدہ بات ہے - پس آپ بھی آزمایئے - جیسے دواؤں کو آزماتے ہیں - اگر آپ کو شریعت مانع ہو - تو آپ کی طرف سے میں ترکشا دیوی کی منت کروں گا - میں نے کہا - آپ تکلیف نہ کریں - دیوی نے آپ کے باپ کو آپ جیسا دائم المریض آپ کے بھائی جیسا پاگل دیا - مجھے ایسی اولاد نہیں چاہیئے - اصل یہ ہے بت پرستی میں عقل ماری جاتی ہے - بت پرست یہ نہیں سمجھتا - کہ دنیا کی سب چیزیں میری خادم بنائی گئی ہیں - اور اپنے خادموں کو مخدوم بلکہ معبود بناتا ہے ٭

(۳)

عرفانی سے اولاد کے متعلق گفتگو

میں جب ہجرت کر کے یہاں قادیان آیا - تو اخبار الحکم میں امرت سر کے ایک حکیم نظام الدین صاحب کا اشتہار شائع ہونے لگا - حکیم صاحب کا اشتہار تھا - کہ جس کے لڑکیاں ہی ہوں - اس کے لڑکے ہو جاویں یا جو چھوٹی عمر میں فوت ہوں - وہ زندہ رہیں - حضرت حکیم الامۃ کے بچے متواتر فوت ہوتے تھے - اس نے میری معرفت آپ کو پیغام دیا - کہ آپ میرا علاج کریں - میں نے وہی پیغام آپ کو دیا - آپ نے فرمایا - کہ میں خود طبیب ہوں - اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں - کہ ایسی ادویات اور علاج ہیں - کہ جس شخص کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں - اس کے لڑکے پیدا ہوں - اور چھوٹی عمر میں فوت ہو جانے والے بچوں کا بھی علاج ہے - میرے ہاں لڑکے بھی ہوتے ہیں لڑکیاں بھی ہوتی ہیں - اور عمر پانے والی لڑکیاں موجود ہیں - لڑکے البتہ مر جاتے ہیں - مگر مجھے نہ تو صرف لڑکوں کی ضرورت ہے - نہ لڑکیوں کی - بلکہ اولاد صالح کی ضرورت ہے - اگر حکیم صاحب کے پاس اس کا کوئی نسخہ ہے - تو میں جو کچھ وہ مانگیں دینے کو تیار ہوں - میں نے حکیم نظام الدین صاحب کو جواب سنایا تو اس نے کہا - کہ

"یہ نسخہ آپ کے پاس ہے - میرے پاس

نہیں - اور یہ دعاؤں سے ہو سکتا ہے"

حکیم نظام الدین صاحب کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا - وہ سچ کہتا ہے - اولاد صالح خدا کے فضل سے ملتی ہے - اور فضل کی جاذب دعا ہی ہے - اور اس کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ کو زندہ رہنے والے لڑکے عطا فرمائے -

(۴)

خدا کی گرفت کا ایک نظارہ

(۱۵ / فروری ۱۹۰۹ء) فرمایا : - میں نے ایک شخص کو زنا وغیرہ سے منع کیا - اس نے مجھے نہایت حقارت سے جواب دیا - کہ مُلّا ! ہم تو اتنی مدت سے ایسا ہی کر رہے ہیں - کوئی تکلیف نہیں پائی - میں اسیوقت سمجھ گیا - کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے - کہ یہ اپنے کئے کا پھل پائے - چنانچہ کچھ دن کے بعد دیکھا - کہ ہائے ہائے کرتا ہوا آ رہا ہے - میں نے دیکھا تو خطرناک قسم کی آتشک تھی - جو تین دن میں ہلاک کر دیتی ہے - ہم نے اس کے زخم کو جلا دیا - لیکن اس نے اپنے معالجہ کی پرواہ نہ کی - اس لئے مرض اندر ہی اندر بڑھتا گیا - اور اسے چپ سی لگ گئی - اب اس کے گھر والے اس کا علاج نہ کرتے - کہ بدمستی کی وجہ سے چپ ہے - یہی بات اس کی ہلاکت کا نشان ہوئی - چنانچہ آخر کار وہ بالکل خاموش ہو گیا - اور پھر مر گیا -

(۵)

عذاب غیر مقطوع نہیں

(۱۱ / جولائی ۱۹۰۹ء) ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ عذاب غیر مقطوع ہے یا نہیں (یعنی دوزخ کا عذاب ابدی ہے - یا نہیں - عرفانی) میں نے کہا - کہ میرے نزدیک غیر مقطوع نہیں - اس نے کہا - کہ پھر تو ہم بھی آپ سے آملیں گے - (مطلب یہ تھا - کہ جب آخر دوزخ سے سب نکل آئیں گے - تو ہم بھی جنت میں آپ کو آملیں گے - عرفانی) میں اس وقت خاموش رہا - تھوڑی دیر میں اور وہ بازار گئے (یہ لاہور کا واقعہ ہے - ڈبی بازار کے قریب عرفانی) میں نے چوک میں پوچھا یہاں آپ کا کوئی واقف ہے - اس نے کہا کہ نہیں - میں نے کہا کہ میرا بھی کوئی واقف نہیں - پس یہ لو دو روپے - اور مجھے ایک جوتا سر پر مار لینے دو - وہ بول اٹھا - کہ میں سمجھ گیا - میں نے اسے کہا - کہ او نادان ! ناواقفوں میں تو اپنی ہتک گوارا نہیں کر سکتا - تو وہاں جہاں سب جمع ہوں گے - تو اپنی ہتک کیونکر گوارا کر سکے گا ٭

(۶)

ان اللّٰہ شدید العذاب وان اللّٰہ غفور الرحیم

(۴ / جولائی ۱۹۰۹ء) اس آیت کی تفسیر میں ایک صحیح واقعہ سناتا ہوں - یہاں (قادیان) ایک شخص آیا - کشمیر میں ملازم تھا - حضرت صاحب سے بیعت کی - بیعت کر کے کہنے لگا - جواب میں گناہ کروں - تو خدا کی جو مرضی ہے سزا دے لے - وہ تو یہ کہکر چلا گیا - مگر میرا دل کانپ اٹھا - آخر ایک معمولی حیلہ سے اس کے پاس تین ہزار روپیہ جمع ہو گیا - پھر ایک شخص کی گواہی دیتے ہوئے کہنے لگا - کہ یہ رشوت لیتا ہے - میں خود اپنی معرفت اس کو دلاتا رہا ہوں - جس پر ایک مقدمہ قائم ہو گیا یہاں اس نے بڑے عجز والحاح سے دعا کے لئے لکھا - جس پر حضرت صاحب نے فرمایا - کہ دعا کے لئے دل توجہ نہیں کرتا ابتلاء معلوم ہوتا ہے - یہاں تک کہ وہ تین ہزار بھی مقدمہ پر خرچ ہو گیا - اور آخر قید کا حکم ہوا - اس وقت کہنے لگا معلوم ہوتا ہے خدا ہی کوئی نہیں - نہ کوئی دعا ہے نہ فقیر - نماز بھی چھوڑ دی - اور دہریہ ہو گیا - اس وقت اسے رات کو خواب آیا - کہ تو تو کہتا تھا - کہ کوئی گناہ کروں تو خدا جو چاہے سزا دے لے - مگر اب ایک معمولی سزا ہی سے خدا کا منکر ہو گیا - اس وقت وہ اٹھا - اور بہت استغفار کی کلمہ شہادت پڑھا - نماز پڑھی اور اللہ کی طرف متوجہ ہوا - اور آخر خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ رہا ہو گیا - اور اس طرح پر اس آیت کا صحیح نظارہ دیکھا -

(۷)

ایک شاگرد کا امتحان اطاعت

(۵ / جولائی) ہمارا ایک شاگرد تھا - اس نے جب ابراہیم علیہ السلام کی نسبت سنا - کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو کہا اسلم تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا - کہ اسلمت لرب العالمین - یعنے میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا - اس پر ہمارا شاگرد بول اٹھا - کہ میں بھی آپ کا ایسا ہی مطیع ہوں - ہم آزمائش کے لئے یوں کیا کہ وہ ہمارے گھر میں کھانا کھاتا تھا - اسے کہدیا - کہ اب تم طالب علموں کے ساتھ کھانا کھایا کرو - اس پر اسے ایسا صدمہ ہوا - اور کہنے لگا - کہ مجھے واپس گھر بھجوا دو - مجھے اپنی تذلیل منظور نہیں ٭

(۸)

حقیقی خیر خواہی کو لوگ سمجھتے نہیں

فرمایا - ہماری ایک قریبی رشتہ دار تھی - اس نے ایک شادی پر امداد کی درخواست کی - اور وہ روپیہ رسوم کے تابع ہو کر خرچ کرنا چاہتی تھی - ہم نے کہا - کہ ان رسوم کی ادائیگی کے لئے ہمارے پاس روپیہ نہیں - ایک ساہوکار نے اس بات کو سن لیا - اور کہا میں سب کچھ دوں گا - چنانچہ اس نے روپیہ دیا - تب میری رشتہ دار نے کہا - کہ تم سے تو وہی اچھا ہے لیکن جب اس نے سود در سود اور اصل کا مطالبہ کیا - اور زمین تک جانے لگی - تب اسے معلوم ہوا - کہ حقیقی خیر خواہ کون تھا - چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے (۱۸۶۹ء کا واقعہ معلوم ہوتا ہے - عرفانی) میں نے جب مسند احمد حنبل پڑھی تھی - تو میں لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم کی تفسیر

میں حضرت ابوبکرؓ کی پہلی حدیث پڑھی تھی۔ کہ جب ایسا وقت آجاوے۔ کہ انسان بخل کنجوسی کا مطیع ہو۔ اور خواہشوں کا تبع اور ہر ایک شخص اپنی ہی رائے پسند کرنے لگے۔ تو تو پھر اپنی جان کی فکر کرو۔

(۹)

عملیات سے کسی طرح خدا نے روک دیا

(۲ ستمبر ۱۹۰۸ء) فرمایا۔ اب تو گویا قرآن کریم قسم کے لئے رکھا ہے۔ یا عمل حب و بغض و حصول رزق کے لئے۔ افسوس جو قرآن حب لغیر اللہ کو چھوڑ کر الحب للہ کے لئے آیا تھا۔ اب اس سے یہ امید رکھی جاوے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے جو میرا پیر بھائی تھا۔ مجھے ایک عمل لکھ بھیجا۔ کہ اسے پڑھنے سے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو جائے گی۔ میں نے کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ غرض حال پر اس نے مجھے لکھا۔

بمطلب کے رسد جویائے کام آہستہ آہستہ
زد ریائے کشند عیار دام آہستہ آہستہ

اس کے بعد جب میں نے وہ عمل کیا۔ اور اپنی اوسط آمدنی کی نکالی۔ تو سچ مچ ڈیڑھ سو نکلی۔ مگر معاً میرے دل میں آیا۔ کہ یہ اس عمل کا نتیجہ ہے یا طبابت کا۔ اس بات کو صاف کرنے کے لئے میں نے ارادہ کیا۔ کہ پہلے صرف طبابت کرتا ہوں۔ پھر دوسرے مہینے طبابت چھوڑ کر صرف یہ عمل کروں گا۔ پھر دیکھوں گا۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے میری ہدایت کا سامان کر دیا۔ اس مہینے طبابت سے مجھے بارہ سو روپیہ کی آمد ہوئی۔ اس عمل کو میں نے اپنے خسارہ کا موجب جانا۔ اس لئے چھوڑ دیا۔ کچھ مدت بعد وہی عمل بتانے والا آیا۔ جس نے آخر مجھ سے استدعا کی۔ کہ مہاراج کے پاس مجھے ساٹھ روپیہ کا دعا گو ہی بنوا دو۔ حتیٰ کہ پندرہ روپیہ پر راضی ہو گیا۔ جس سے صاف کھل گیا۔ کہ

یہ کیسا ذلیل فرقہ ہے۔ اور یہ راہ منعم علیہم کی راہ نہیں۔

(۱۰)

ایک سجادہ نشین کو لطیف جواب

(۱۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء) فرمایا) کل سجادہ نشین نے مجھے خط لکھا کہ مرزا صاحب کی طرف بلانے ..... کا تو ہی واسطہ تھا۔ اب ان سے گمراہ کرنے والا بھی تو ہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بعض لوگوں کو کان رس ہوتا ہے۔ بعض کو آنکھ رس۔ وہ واعظ کے وعظ کو اپنے خیالات پر پرکھتے ہیں۔ اگر ذرا بھی اپنے ذوق کے خلاف پائیں تو بگڑ بیٹھتے ہیں۔ میں نے اسے لکھا۔ کہ تمہارا خط میری انتہائی راحت کا موجب ہوا۔ کیونکہ قرآن شریف کی صفت میں یہی آیا یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ پس اگر میں اور قرآن کریم دعظ میں ایک مقام پر ہو گئے۔ تو پھر اس دنیا میں مجھ سا خوش نصیب اور کامیاب کوئی نہیں۔

(۱۱)

عمل تسخیر

فرمایا۔ جموں میں ایک مولوی صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے۔ کہ آپ کو تسخیر کا علم ضرور آتا ہے۔ مجھے بھی سکھلا دو۔ میں نے کہا وہ عمل یہ ہے۔ کہ جب گھر سے نکلا کرو۔ تو یہ پڑھا کرو۔ بسم اللہ توکلت علی اللہ۔ کہنے لگا۔ یہ تو میں جانتا ہوں۔ کوئی نئی بات بتاؤ۔

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

الحکم عشاق احمد کے لئے ذکر حبیب ہے۔

ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم

عہد حاضرہ میں جو حالت دنیا کی ہو رہی ہے۔ وہ کسی طویل تشریح کی محتاج نہیں۔ ایک عالمگیر تلاطم دنیا کے امن و سکون میں برپا کر رہی ہے۔ اور ہر طرف موت اپنا دامن دراز کر رہی ہے۔ عالمگیر مصائب اور ہمہ گیر بلائیں جو دنیا کی تمدنی، اقتصادی اور سیاسی حالات میں انقلاب کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ ایسی چیزیں نہیں کہ انسان آنکھیں بند کئے ہوئے ان سے گذر جائے۔ عالمگیر اور ہولناک جنگ ایک مقدمہ تھی ان بلاؤں کا اور ایک دیباچہ تھی داستان ہول و ہراس کا۔ خدا کے برگزیدہ بندے مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی وحی سے خبر پا کر دنیا کو اس ہولناک منظر سے ڈرایا مگر امن و امان کی زندگی بسر کرنے والے اور اپنی عیش و نشاط کی محفلوں میں مست لوگوں کے لئے وہ آواز صدا بصحرا تھی۔ آخر اس نفخ صور کا وقت آپہنچا۔ اور دنیا میں زلزلہ عظیم واقع ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کہا گیا تھا۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ یہ وحی ظاہر کرتی تھی۔ کہ دنیا کا کوئی حصہ بھی اس عذاب سے باقی نہ رہے گا۔ اور اب دنیا دیکھتی ہے۔ کہ نہ یورپ والوں کو قرار ہے نہ ایشیا کے رہنے والے مطمئن ہیں۔ نہ جزائر کے بسنے والے سکون کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

ایسی حالت میں جبکہ خدا تعالیٰ کی یہ قہری تجلی نمایاں ہو گئی ہے۔ احمدی جماعت کا فرض عظیم ہے۔ کہ وہ اس صداقت اور حقیقت کو آفاق میں پہنچا دے۔ اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ دنیا اس وقت اپنی اقتصادی اور تمدنی اور سیاسی مشکلات میں مبتلا ہے۔ لیکن یقیناً یاد رکھو۔ کہ

دنیا کے نذیر کی قبولیت کے لئے بھی یہی وقت مقرر ہے اس وقت اگر ہم ایک متفق عملی قوت کے ساتھ اس صداقت کی اشاعت کے لئے اٹھیں گے۔ تو یقیناً منزل مقصود کو قریب تر پائیں گے۔ دنیا کے مدبر اور اہل الرائے دنیوی معاملات کی گتھیوں کے سلجھانے سے عاجز ہو چکے ہیں۔ اور اپنی تجاویز اور تدابیر کی ناکامیاں اُن کے سامنے ہیں۔ مادہ پرستی کا بُت اپنی جگہ سے ہل چکا ہے۔ اگر ہم ایمانی زندگی کے عملی آثار لے کر زندہ خدا کی طرف انہیں عملی دعوت دیں گے۔ تو اسے لبیک کہنے کے لئے وہ دیوانہ وار آگے بڑھیں گے۔ مگر یہ کام محض الفاظ سے پورا نہیں ہو سکتا۔ خوش اعتقادی ہی اس کی کامیابی کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ضرورت ہے کامل ایثار کی۔ ضرورت ہے حقیقی خود فراموشی کی۔ ضرورت ہے عمل دوام کی۔ اور پھر ضرورت ہے اخلاص اور یک جہتی کی۔

اگر ان باتوں کو لے کر ہم نکلیں گے۔ تو دنیا کے لئے فی الحقیقت فرشتہ رحمت اور امن کی فاختہ ثابت ہوں گے عہد حاضرہ کے مصائب پر اس کے چارہ کار جس طریق کو اختیار کر رہے ہیں۔ وہ طریق تمہارے لئے بھی ایک دوسرے رنگ سے مفید ہوں گے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اس ہیجان اور جوش نے تدبیر عمل تمہارے سامنے رکھ دی ہے۔ اور جنگ وجدل سے متنفر ہے۔ مگر وہ اس کا علاج بھی ایک قسم کے جنگ وجدال سے چاہتی ہے۔ اور یہ مشکل ہے۔ دنیا کے امن و سکون کو پھر قائم کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ خدا سے برگشتہ بندوں کو آستانہ الوہیت پر جھکا دینا ہے اور مذہب کی روح ان میں پیدا کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی وحی خفی کے ماتحت، اپنے شرائط بیعت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد اسی لئے لیا تھا کہ اس وقت مادی ترقیات اور دنیوی اغراض کا ایک سیلاب عظیم برپا ہونے والا تھا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کہ مذہب کو بالکل پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ اور یہ وہی زمانہ ہو گیا ہے جس کا ذکر قرآن مجید نے ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملک سلیمان میں سبق عبرت و بصیرت کے لئے فرمایا ہے۔ علماء زمانہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر آسمان کی چھت کے نیچے بدترین مخلوق قرار دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اسلام کی زندگی اور مسلمانوں کے احیاء بقا کو صرف گاندھی جی کی اتباع اور تقلید میں سمجھ لیا ہے۔ اور اپنے خیالات میں ایسے مبہت اور منہمک ہیں۔ کہ اصل غرض اسلام کی بالکل بھول گئی ہے۔

ان حالات میں احمدی جماعت کو خدا تعالیٰ نے مخصوص کیا ہے۔ کہ وہ اس خدمت کو بجا لائے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے آگے بڑھے۔

اس وقت جبکہ ہر طرف سے دنیا کے لئے جد و جہد ہو رہی ہے۔ اور احمدی جماعت اسی شور و شر میں بالکل الگ رہ کر اپنا راستہ نکال رہی ہے۔ اس کے لئے مشکلات کا میدان بہت وسیع ہو گیا ہے۔ پہلے ہی اس سلسلہ کے دشمن کچھ کم نہ تھے۔ مگر وہ مخالفت مذہبی رنگ میں کی گئی تھی۔ لیکن اب وہ سب کے سب اتحادی ہو کر اسی سلسلہ کی مخالفت کے لئے دوسرا رنگ اختیار کر چکے ہیں۔ جو مادی اور سیاسی ہے۔ یہ لوگ اپنی سیاسی اغراض کے لئے ہر قسم کے اخلاق اور فضائل کو قربان کر دینا معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان سے کوئی توقع بہتری اور بھلائی کی جماعت کو نہیں ہو سکتی۔ اور ہم منافقانہ طور پر ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے اور نہیں ملا سکتے۔ پس ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم

یک در گیر و محکم گیر

کے اصول پر ..... خدا تعالےٰ ہی کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ اور ہماری ساری طاقتوں اور کوششوں کا منتہا اور مقصد اعلیٰ اسی کی رضا ہو۔ اس کے واسطے اولاً ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہمارا تعلق سلسلہ کے امام کے ساتھ نہایت گہرا ہو۔ جس جس قدر ہم اس تعلق کو مضبوط کریں گے۔ اسی قدر وہ ایمان جو اس کو خدائے واحد اور اس کی عجائب در عجائب قدرتوں پر ہے۔ ہمارے اندر پیدا ہو گا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ عملی قوت پیدا ہو گی۔ جو اس ایمان سے وہ خدا تعالیٰ کی توفیق پاتا ہے اور اس عملی قوت سے ہمارے اندر وہ سکینت اور اطمینان پیدا ہو گا۔ جو اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کیونکہ

لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

کی حقیقی مصداق یہی قوم ہوتی ہے۔

مجھ کو تعجب ہوتا ہے۔ جب میں موجودہ زمانہ کے لیڈروں کی تحریروں اور تقریروں میں بے خوفی کا وعظ پڑھتا ہوں۔ اس لئے کہ خوف کے سلب کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ جو اسلام کی عملی روح ہے۔ یہ لوگ اسلام سے دور رہ کر چاہتے ہیں۔ کہ

بے خوفی پیدا کریں

یہ بے خوفی جو وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ حقیقت سے دور ایک چیز ہے۔ اور اخلاق فاضلہ کو کچل کر پیدا کی جاتی ہے اس وقت میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ تمام دنیا میں ایک انقلاب عظیم کا تلاطم برپا ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی دنیا پر ایک نذیر آیا کے ماتحت عذاب اور انذار کا ایک سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی کے متعلق جو الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولود موعود کی

بشارت کے سلسلہ میں ہوئے ہیں - ان میں اس کا نام عالم کباب رکھا گیا ہے - مارچ ۱۹۱۴ء کو اس سلسلہ میں ایک انقلاب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات سے ہوا - اور اسی وقت سے عالم کباب ہونے لگا - یہاں تک کہ عالمگیر جنگ شروع ہو گئی - جو مقدمہ تھی اس عذاب الیم کا جو دنیا کو عالم کباب بنانے والا تھا - پس یہ دور ایک عجیب

خرمی وصل یار می بینم

کا عہد بھی لاتا ہے - میں نے ابھی کہا تھا - کہ ضرورت ہے - کہ ہمارا تعلق امام کے ساتھ نہایت گہرا اور پیوند نہایت مضبوط ہو - تا وہ نصرت وتائید جو خدا کی طرف سے اسے ملتی ہے ہم بھی علیٰ قدر مراتب واستعداد سے لے سکیں -

امام کے ساتھ تعلق سے ہی فضل کو جذب کرنے کی ایسی ہی مثال ہے - جیسے کہ پانی کے ایک بڑے نل کے ساتھ چھوٹے نل ہوں - جب تک وہ ایک طور پر اس سے ملے ہوئے نہ ہوں - ان میں پانی نہیں آسکتا - یا درخت کی شاخوں کا اگر جڑ کے ساتھ پیوند نہ ہو - تو وہ زندگی ان میں پیدا نہیں ہو سکتی خواہ ان شاخوں کو جو جڑ سے الگ ہیں پانی کے ایک سمندر میں بھی کیوں نہ رکھ دیا جائے - وہ پانی ان کی سرسبزی کا موجب نہ ہو گا - بلکہ ان کو خشک کر کے سڑنے کا موجب ہو جائے گا - ٹھیک اسی طرح خدا تعالےٰ کے فضل اور نصرت کو جذب کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے - کہ ہم امام کے ساتھ اپنا پیوند مضبوط کر لیں - اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ دنیا میں ایک انقلابی لہر اٹھ چکی ہے - اور ایک حرب عظیم دنیا کے امن میں پیدا ہو رہی ہے - ایسے موقعہ پر انسان کو جس ڈھال کی ضرورت ہے - وہ امام ہی کی ڈھال ہے - کیونکہ الامام جُنّۃٌ فرمایا گیا ہے - پس اس عہد نقل وانقلاب میں ہماری کامیابی اور بامن زندگی کا مدار اسی پر ہے - کہ سلسلہ احمدیہ کی اغراض اور نصب العین کو پورا کرنے کے لئے پوری قوت اور طاقت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں - اور اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ امام کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہو

تعارف

ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ڈنٹل سرجن

بالکل دفتر الحکم کے ساتھ ہی چوہدری محمد شفیع صاحب اسسٹنٹ انجینیر کی عزیز بلڈنگ میں ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ڈنٹل سرجن کوئی دو سال سے دانتوں کی بیماریوں کا علاج کر رہے ہیں - ان کو اپنے کام میں قادیان میں غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی - کام ان کے پاس اس قدر آتا ہے - کہ وہ ہر وقت مشغول نظر آتے ہیں - میں خود ذاتی طور پر ان کے زیر علاج رہا ہوں - ان کی ہمدردی محنت اور توجہ کا قائل ہوں - سالانہ جلسہ پر جن احباب کو دانتوں کی شکایت ہو - وہ ضرور ان سے مشورہ حاصل کریں - یہ ایک ایسا موقعہ ہو گا - کہ جس میں ایک قابل اور نیک ڈاکٹر کی رائے سے آپ بآسانی فائدہ اٹھا سکیں گے - میں نے دیکھا - کہ مدتوں کے خراب شدہ دانت ان کی توجہ سے اچھے اور مضبوط ہو گئے - (محمود احمد عرفانی)

حکیم سید مہر علیشاہ صاحب مالک دواخانہ فاروقی

دفتر الحکم کے پاس ہی ایک پرانے تجربہ کار حکیم سید مہر علیشاہ صاحب بیٹھے ہیں - ان کے دواخانہ کا نام دواخانہ فاروقی ہے نیک شخص اور پرانے تجربہ کار حکیم ہیں - ہر بیماری میں نہایت محنت اور توجہ سے علاج کرتے ہیں جلسہ کے ایام میں اور اس کے سوا بھی ہر وقت احباب ان سے طبی مشورہ کر سکتے ہیں - اور ان کے ا

ہمارے سلسلہ کے تبلیغی کام پر ایک نظر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی حصہ پر نظر ڈال کر دیکھو اس میں ایک شان اور عظمت نظر آتی ہے - آج سے پچاس قبل جس چیز کی ابتدائی حالت ایسی تھی - کہ دیکھنے والوں کو نظر نہ آتی تھی - آج اس چیز کے جس پہلو پر نظر ڈالی جائے - وہ اپنی ذات میں کامل اور اس قدر مکمل نظر آتی ہے - کہ ہم کو اس کی مثال کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی - الہٰی تحریکوں اور انسانی تحریکوں میں یہی فرق ہے کہ الہٰی تحریکیں وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اپنی قوت و شوکت میں بڑھتی چلی جاتی ہیں - اور طاقت پکڑتی جاتی ہیں - لیکن انسانی تحریکیں وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ کمزور ہوتی جاتی ہیں - حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ تحریک بالکل مٹ جاتی ہے - اسی اصل کے ماتحت ہم اپنے سلسلہ کو جب دیکھتے ہیں - تو ہم کو معلوم ہوتا ہے - کہ ابتدا میں جو تحریک پہلی رات کے چاند کی طرح نظر آتی تھی - وہ پچاس سال گذرنے سے قبل بدر کامل کی طرح تمام دنیا پر چمکنے لگی - میں نے الحکم کے گذشتہ نمبروں میں یہ دکھلانے کی کوشش کی تھی - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ میں نشر واشاعت کے کام میں کس قدر دقت تھی - اور پھر خدا تعالےٰ نے اس کام کو اس قدر بڑھایا - کہ مرکز کے اندر اور باہر بیسیوں پریس اور مشینیں صرف سلسلہ کے اغراض ومقاصد میں مشغول نظر آنے لگیں - اسی طرح آج ہم دیکھتے ہیں - کہ پچاس سال قبل اس قادیان کی چھوٹی سی بستی میں صرف ایک ہی داعی لوگوں کو خدا تعالےٰ کے حظیرہ قدس کی طرف بلا رہا تھا - اور اس کے خلاف چاروں طرف سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں - مگر آج دعوۃ وتبلیغ کے نام سے ایک باقاعدہ ادارہ قائم ہے - جس کے ماتحت بے شمار مبلغین ہیں - جو آنریری اور غیر آنریری کی شکل میں کام کر رہے ہیں - وہ ہندوؤں میں بھی تبلیغ کرتے ہیں - وہ سکھوں میں بھی تبلیغ کرتے ہیں - عیسائیوں دہریوں - اچھوتوں غرض کہ ہر قوم وملت میں تبلیغ کے فرائض ادا کر رہے ہیں - وہ ہندوستان کے اندر اور باہر ہیں - وہ یورپ میں بھی تبلیغ کرتے ہیں اور مشرق میں بھی - وہ عربی بولنے والے ملکوں کے اندر بھی تبلیغ کرتے ہیں اور عجمی ملکوں میں بھی - دنیا کی ہر قوم - اور ہر ملک میں مبلغین کی ایک فوج ہے - جو کام کر رہی ہے - اور لوگوں کو اس آسمانی آواز کی طرف متوجہ کر رہے ہیں - کہ وہ

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

کے الفاظ میں آسمان سے نازل ہوئی - اور وہ اس حظیرہ قدس کی طرف لوگوں کو جمع کر رہے ہیں - جس کی طرف مسیح موعود نے لوگوں کو جمع کیا -

دنیا میں اقتصادیات اور معاشیات کی وجہ سے ایک بڑی جنگ ہو رہی ہے - بڑی قومیں چھوٹی قوموں کو نگل رہی ہیں - مردوں - عورتوں - بچوں - بوڑھوں - راہبوں بیماروں - زخمیوں تک کو گولوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے - ہر قسم کی عمارتیں - خواہ وہ فوجوں کے رہنے کے لئے چھاؤنیاں ہیں یا لوگوں کے رہنے کے گھر یا وہ عبادت کے لئے گرجے اور راہبوں کے لئے خانقاہیں ہیں وہ سب کی سب مسمار کی جا رہی ہیں - اور شہروں کو آگ لگا کر خاکستر بنایا جا رہا ہے -

اس وقت جب کہ انسان آرام اور راحت کا سانس بھی نہیں لے سکتا - اور گھروں سے باہر نکلنا موت کو پیغام بھیجنے کا مترادف ہے - اس حالت میں ایک جماعت ہے - جو گھروں سے نکلتی ہے - اور اس فکر میں کوشاں ہے - کہ کس طرح خدا کا نام بلند ہو - اور اس کی آواز دنیا کے بہرے کانوں تک پہنچ جائے -

وہ لوگوں کو اس خطرے کی حالت میں بھی اسلام کا پیغام پہنچانے میں محو ہیں - ان کو دنیا کی یہ خطرناک سے خطرناک تحریک بھی ان کے مقصد سے روک نہیں سکتی - میں اکثر ان رپورٹوں کو پڑھتا ہوں - جو مبلغین بیرون ممالک کی طرف سے شائع ہوتی ہیں - خصوصاً لنڈن کے مشنری کی رپورٹ جو روزانہ آسمان سے گولوں کو برستے دیکھ کر بھی ہراساں نہیں ہوتا - اور اس آواز کو اس شدید حالت میں بھی پہنچانے سے نہیں رکتا - اسی طرح تمام وہ مشنری جو مصر - فلسطین - چین - جاپان - امریکہ - افریقہ کے ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں - ان کی کمریں کسی ہوئی ہیں - ان کے حوصلے بڑھے ہوئے ہیں - وہ اپنی زندگی خدا کے ہاتھوں بیچ چکے ہیں - انہیں اب زندگی اور موت کے جھگڑوں کا کچھ خوف نہیں - مبارک ہیں وہ جو آسمانی مائدے کو تقسیم کر رہے ہیں - اور اپنے پیارے آقا سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی قائمقامی میں کھڑے ہیں - دنیا کی کوئی طاقت اُن کو ان کے مقام سے پیچھے ہٹا نہیں سکتی - ان کا یہ عزم ان کی یہ خدمت ان کا یہ استقلال بتلاتا ہے - کہ وہ راستی اور راستبازوں کے مبشر ہیں - اور جس سلسلہ میں وہ منسلک ہیں - وہ سلسلہ واقعی خدا کا سلسلہ ہے - اور یہی وہ لوگ ہیں - جو اس زمانے میں

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

کے مصداق ہیں -

پھر مبارک ہیں وہ جو اس گروہ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہیں - اور وہ جن کو ان کے حالات نے مجبور کر دیا ہے - کہ وہ اس فوج میں بھرتی نہیں ہو سکتے - ان کو چاہیئے - کہ وہ ان بہادروں اور سورماؤں کے لئے اپنی دعاؤں کو وقف کر دیں - جو اس میدان جہاد میں سینہ سپر ہیں - تا ان کی دعائیں آسمان پر پہنچ کر فتوحات الٰہیہ اور نصرت سماوی کو جذب کر سکیں -

الغرض

ہمارے سلسلہ کا تبلیغی کام ہمارے سلسلہ کی سچائی کی ایک کھلی دلیل ہے - کیا کوئی جماعت ہے جو اس عزم اور اور استقلال سے خدمت دین کے لئے سینہ سپر ہو -

فتدبروا یا اولو الالباب ٭

ویدک یونانی دواخانہ تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے قائم ہے۔ ان تمام احباب کے فائدے کے لئے جو تحریک جدید سے محبت رکھتے ہیں ہم نے اپنی بار سالانہ جلسہ کی مبارک تقریب پر اس دواخانہ کی **زود اثر** اور **سریع التاثیر** ادویات کی قیمت میں حیرت انگیز کمی کر دی ہے۔ تاکہ یہ ادویات ہر گھر تک آسانی پہنچ سکیں اور لوگوں کو اس کی سریع التاثیری کا علم ہوسکے۔

یہ رعایت یکم دسمبر ۱۹۴۰ء مطابق یکم فتح ۱۳۱۹ ہش سے لیکر ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء مطابق ۳۱ فتح ۱۳۱۹ ہش تک رہیگی۔ اس عرصہ میں ہر دوائی قیمت میں ۳/۴ یعنی

پچیس فیصدی رعایت ہوگی

امید ہے۔ کہ کوئی گھر اور خاندان اس موقع سے فائدہ اٹھانے سے خالی نہیں رہیگا

قرص زکاوت		سنون پائیوریا
رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ		رعایتی چھ آنے

اہم نوٹ

اگر آپ خدانخواستہ کسی وجہ سے سالانہ جلسہ پر نہ پہنچ سکیں۔ تو ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء تک ڈاکخانہ میں پوسٹ ہونے والے آرڈروں کی تعمیل **۲۵ فیصدی** رعایت کے ساتھ کر دی جائے گی۔

مردوں کے لئے

لبوب کبیر

یہ لبوب طب یونانی کا مایہ ناز مرکبات میں سے ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ ہے۔ اعصاب کو طاقت بخشتا ہے۔ گردوں کو مضبوط کرتا، خون بکثرت پیدا کرتا اور بدن کو فربہ بناتا ہے۔ یہ لبوب دماغی کام کرنے والوں کیلئے **تقویت دماغ** کی ایک **لاثانی** دوا ہے۔ تو ضعف باہ کے مریضوں کے لئے ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ اور ضعیف العمر حضرات کی عصبی شکایات دور کرنے میں یہ یقیناً **اعصائے پیری** ہے۔ قابل قدر اور **مشک عنبر۔ زعفران ورق طلاء** وغیرہ کی قسم کے قیمتی اجزاء کا خاص اہتمام سے تیار کیا ہوا مرکب ہے۔ ہر عمر کے دوست استعمال کر سکتے ہیں۔ اصلی قیمت (دس تولہ) دو روپے آٹھ آنے رعایتی قیمت ایک روپیہ چھ آنے۔

حب جواہرات عنبری

یہ گولیاں معدہ۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ گردوں کی اصلاح اور طاقت نیز عام جسمانی کمزوری کیلئے اکسیر تاثیر ہیں۔ ان کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب، صورت میں تبدیلی، جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کر دے گا۔ کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوگی۔ اور تمام اعضائے رئیسہ میں حیرت انگیز قوت آجائیگی اور آپ نوجوان بن کر زندگی کا لطف اٹھا سکیں گے۔ حب جواہرات عنبری ہر ٹانک سے افضل ہے۔ کیونکہ دیرپا اور مستقل اثر رکھتی ہے عورت مرد دونوں کیلئے یکساں مفید ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت دیکر اور ہر طرح اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کر کے نئی زندگی بخشتی ہے اصل قیمت (چالیس گولی) پانچ روپے رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے

مستورات کے لئے

تریاق ماہواری

اگر ایام ماہواری وقت پر نہیں ہوتے۔ یا کم مقدار میں تکلیف سے ہوتے ہیں۔ دل گھبراتا۔ ہاتھ پاؤں سے آگ نکلتی ہے۔ قبض کی شکایت اور ہر وقت پڑے رہنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ کمر۔ پیڑو۔ اور پنڈلیوں میں اینٹھن رہتی ہے۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ غرضیکہ ان جملہ عوارضات میں تریاق ماہواری اکسیری و حکمی دوا ہے۔ اس کے خواص کا مقابلہ طب جدید کی کوئی دوا نہیں کر سکتی۔ اس سے ایام ماہواری بافراغت اور وقت پر ہونے لگتے ہیں۔ اصل قیمت (۳۲ خوراک) ایک روپیہ چار آنے رعایتی قیمت پندرہ آنے۔

روغن نسوان

یہ روغن رحم کی تمام خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے **سیلان الرحم۔ کمی حیض۔ حیض کا تکلیف سے آنا۔ ورم رحم۔ اختناق الرحم** وغیرہ سب حالتوں میں **تریاق ماہواری** اور **اکسیر البدن** کے ساتھ استعمال کرنے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ خوبی یہ ہے۔ کہ دائی کی بھی ضرورت نہیں۔ روئی کا ٹکڑا اس میں تر کر کے خود ہی انداز سے رکھ لیا جاتا ہے۔ اور دوا خود بخود پھیل کر اپنا کام کر لیتی ہے۔

اصل قیمت (پانچ تولہ) ایک روپیہ
رعایتی قیمت بارہ آنے

بچوں کے لئے

گرائپ جوس

بچے عموماً مختلف قسم کی شکایات مثلاً بدہضمی۔ قبض یا دست اور پیاس نیز آشوب چشم وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور دن بدن دبلے اور کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ جگر۔ معدہ اور تلی ٹھیک طور پر کام نہیں کرتے۔ ان تمام حالات میں گرائپ جوس بچوں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ چند خوراکوں میں ہی نمایاں فائدہ ہوتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کے زمانہ میں اس کا استعمال غیر معمولی طور پر مفید ثابت ہوا ہے۔

اصل قیمت دس آنے ۔ رعایتی قیمت سات آنے

شربت فولاد

یہ شربت بھوک لگاتا۔ غذا کو ہضم کرتا اور خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ بخاروں اور دیگر بیماریوں کی مابعد کمزوری اور کمی خون کی حالت میں اس کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ اس سے کریات حمراء (R.B.C) کی پیدائش غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے۔ غرضیکہ خون بڑھانے کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے۔

اصل قیمت ایک روپیہ ۔ رعایتی قیمت ۱۲ ؍

می کو

یہ دوا جگر اور تلی کی تمام بیماریوں کے لئے مخصوص ہے۔ ضعف ہضم۔ دائمی قبض بھوک کی کمی نفخ شکم وغیرہ کی قسم کی جملہ شکایات اس دوا کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہیں جن بچوں کا جگر یا تلی بڑھی ہوئی ہو۔ ان کیلئے یہ دوا بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔

اصل قیمت ایک روپیہ ۔ رعایتی قیمت بارہ آنے

خط و کتابت کیلئے صرف ویدک یونانی دواخانہ قادیان (یاد رکھیں)

الحکم جوبلی نمبر کے متعلق

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کا مکتوب گرامی

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی ذات گرامی اپنے علم و فضل اور بزرگی کیوجہ سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے الحکم جوبلی نمبر کے مطالعہ کے بعد ایک مکتوب گرامی خاکسار کو لکھا۔ احباب اس مکتوب گرامی کے پڑھنے کے بعد امر کا اندازہ خود لگائیں۔ کہ کیا یہ قیمتی تحفہ اس قابل ہے یا کہ نہیں۔ کہ وہ ان کی لائبریریوں میں موجود رہے۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ جو ختم ہونے پر کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیں گی *

(محمود احمد عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❊ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی سلمہ اللہ دعافاہ ورضی عنہ وارضاہ وجعلہ فائزاً بما یحبہ ویرضاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحکم کا جوبلی نمبر پڑھ کر میرے دل میں یہ تحریک ہوئی۔ کہ دو باتوں کے متعلق آپ کو لکھوں۔

اوّل یہ کہ الحکم کا جوبلی نمبر جس حسن منظر۔ حسن انتخاب۔ حسن ترتیب۔ حسن مضامین۔ و حسن تصاویر بلکہ جامعیت محاسن کی وجہ سے امتیازی نشان کے ساتھ نکلا ہے۔ اور پڑھنے اور دیکھنے والے اس امتیاز کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اس پر آپ اور آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کو مبارکباد لکھوں۔

دوم یہ کہ خدا تعالےٰ کے فضل نے اُن کے ہاتھ سے ایک ایسا ہتھیار تیار کرا دیا ہے۔ کہ جس کو اگر اچھی طرح استعمال کیا جائے۔ تو اس کے ساتھ ہندوستان کے لاکھوں دل فتح ہو سکتے ہیں۔ تبلیغ دو طریق پر ہوتی ہے (۱) براہ راست اور کھلے طور پر۔ (۲) بالواسطہ اور ضمناً۔ اوّل کے عموماً طبائع پہلے مقابلہ پر اور اخیر میں اس ضد پر کھڑی ہیں۔ جو کہ ان کو سواء علیھم أَأَنذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون۔ ختم اللہ علےٰ قلوبھم۔ الآیہ کا مصداق بنا کر ہمیشہ کے لئے محروم الہدایہ بنا دیتی ہے۔ اور اس سے نفس مقابلہ کو ہمیشہ کیلئے محروم الہدایۃ بنائے۔ مگر اس وقتی تبلیغ کے فائدہ سے محروم بنا دیتا ہے۔ اور تبلیغ بالواسطہ میں اس مقابلہ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اور محض جذب ہی جذب ہوتا ہے۔ اور اکثر طبائع میں مقابلہ اور تنفر کا جذب اس قدر بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ تبلیغ کو براہ راست نہ سنتے ہیں نہ پڑھتے ہیں۔ مگر تبلیغ بالواسطہ کا ان کو پہلے علم ہی نہیں ہوتا۔ اور جب علم ہوتا ہے۔ اس وقت تک وہ اپنی گرفت کو اس قدر مضبوط کر چکی ہوتی ہے۔ کہ اب اوّل تو اس میں بھاگنے کا ارادہ ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر پیدا ہو بھی۔ تو وہ اس کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ نیز کامیاب تبلیغ اور کسی کو اس کے آبائی مذہب سے نکال کر اپنی مذہب میں لانے کے لئے خالی دلائل و براہین صرف حق پرست والوں ہی کیلئے کار آمد ہو سکتے ہیں۔ جو بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ اور عام لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ وہ ان کے ذریعہ اپنے آبائی مذہب کو غلط اور الٰہی مذہب کو صحیح سمجھ کر حرکت پر آمادہ نہیں ہوتے۔ پس اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ دلائل اور براہین کے ساتھ ان کے جذبات کو ابھارنے کا بھی کچھ سامان جو کہ باوجود ناقابل گذر مشکلات اور سوانح کو دیکھتے ہوئے ان کے دلوں سے یہ دکھلا دے۔ مصرعہ۔ ہرچہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم ❊ اور یہ نمبر خدا کے فضل سے ایسا تیار ہوا ہے۔ جس میں ۵۰ سالہ تائیدات الٰہیہ کا بہت بڑا مجموعہ یکجا پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ بالواسطہ تبلیغ کا بہت کار آمد ہتھیار ہے۔ لیکن اگر یہ چند احمدیوں تک ہی محدود رہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ عین جنگ کے موقع پر ایک بڑا کار آمد ہتھیار تیار کیا گیا۔ لیکن اس کو غلافوں میں لپیٹ کر الماری یا صندوق میں محفوظ کر دیا۔ پس ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ یہ غیروں تک پہنچے۔ اور اس کی یہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ ذی استطاعت احباب اس کے بہت سے نسخے خرید کر اوروں کو تحفہ دیں۔ جو تحفہ نہ دے سکیں۔ وہ صرف مطالعہ کے لئے دیں۔ اور جو زیادہ نہ خرید سکیں۔ وہ ایک نسخہ یادگار کے طور پر رکھنے کے لئے اور ایک دوسروں کے مطالعہ کے لئے خریدیں۔

اس موقعہ پر جب کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تاکید فرما رہے ہیں۔ کہ ہر ایک احمدی سال میں ضرور چند افراد کو احمدی بنائے۔ اور خدام سے عہد لے رہے ہیں۔ کہ سال میں وہ کتنے احمدی بنانے کا عہد کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہر احمدی کے لئے یہ ایک نہایت عمدہ ہتھیار دے دیا ہے۔ وہ اس کو اپنے زیر تبلیغ لوگوں تک پہنچائے اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اور کتابیں احمدیوں سے لوگ پڑھتے نہیں۔ مگر تصویروں کی وجہ سے اس کی ضرور ورق گردانی کریں گے۔ اور ان نوٹوں کو ضرور پڑھیں گے۔ اور جونہی کوئی نوٹ تاریخی دلچسپی والا آیا۔ تو وہ اس کو سارا اخبار پڑھا کر چھوڑے گا۔ اور سارا اخبار پڑھنے کے بعد سوائے ان تین محروم الہدایت لوگوں کے جن کو قرآن مجید نے سواءٌ علیھم ءَ انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون۔ اور سأصرف اٰیاتی الذین یتکبرون فیھما اور ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمومنین فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا کے ساتھ بیان فرمایا۔ اور کوئی انشاء اللہ محروم نہ رہے گا۔ پس آپ ایسی سکیم بنا کر کوشش کریں۔ کہ ہر ایک احمدی حسب استطاعت اس کو تبلیغ کے لئے خرید کر دوسروں تک پہنچائے۔

محمد سرور شاہ ۱۲؍

وصیت نمبر ۴۶۹۲

منکہ محمد اعظم بوتالوی مولوی فاضل ولد جناب بابو محمد فاضل صاحب قوم اعوان راجپوت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان آج بتاریخ ۶/۲۸ ؍ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ اور نہ ہی فی الحال کوئی آمد ہے۔ اس وقت میرا گذارہ صرف جیب خرچ پر ہے جو پندرہ روپے ماہوار مجھے میرے والد صاحب سے ملتا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس کے علاوہ اگر کوئی میری جائداد بوقت وفات ثابت ہو۔ یا ماہوار آمد شروع ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ فقط والسلام ❊

گواہ شد:- محمد فاضل والد موصی

العبد:- محمد اعظم بوتالوی مولوی فاضل قادیان۔

گواہ شد:- (مفتی) محمد صادق۔

وصیت نمبر ۵۵۶۸

منکہ محمد حسین آرمر ولد میاں امام الدین صاحب قوم ... پیشہ ملازمت عمر قریباً چالیس سال تاریخ بیعت ... ساکن قادیان حال نیروبی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ میں بتاریخ ... حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت ماہوار تنخواہ تو ۳۸۳/۳۳ شلنگ ہے۔ لیکن پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ وضع کرنے کے بعد مجھے ۳۲۸/۳۳ شلنگ ماہوار ملتے ہیں۔ اور میرا گذارہ اسی آمد پر ہے۔ میں اس ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ لیکن اس کے علاوہ خدا کے فضل سے میری جائداد بھی ہے۔ جو (الف) ایک پختہ مکان واقعہ محلہ دار البرکات قادیان قیمتی اندازاً پانچ ہزار روپیہ تک کی ملکیت کا ہے۔ (ب) ایک احاطہ خاص گوجرانوالہ شہر میں ہے۔ جو میں اپنی بیوی کو حق مہر میں دے چکا ہوں میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس کے علاوہ جو آمد اور جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد:- شیخ مبارک احمد مبلغ مشرقی ...

العبد:- محمد حسین بقلم خود ۹.۸.۴۰ ۱۴ / حال نیروبی

گواہ شد:- نذیر احمد اسلم احمدی نیروبی ❊

وصیت نمبر ۵۶۳۷

منکہ خان میر ولد علی گل قوم پٹھان صافی پیشہ ملازمت عمر پچاس سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۰ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ میں بتاریخ ۱۱/۷/۱۳۱۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کسی قسم کی کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو بیس روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد:- محمد الدین بقلم خود کارکن دفتر ڈاک۔

العبد:- خان میر

گواہ شد:- محمد عبد الکریم پسر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم ❊